

# پیکچر سٹور

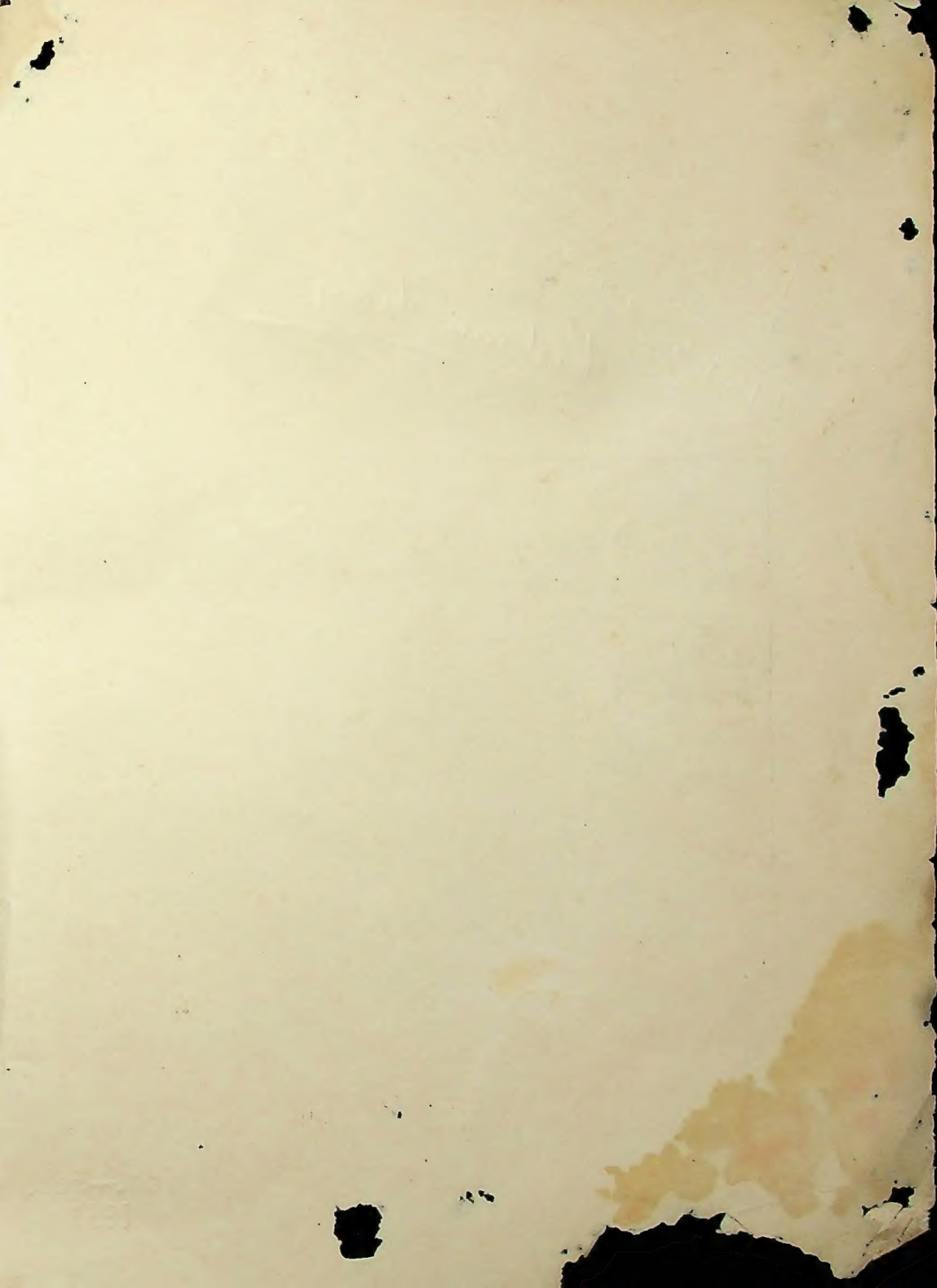
19-12-2000  
Kashmiri today



۵۰ نئے پیکچر

کشمیری بہنم ادب دہلی  
شائع کردہ

Jan.—Feb.  
1959





منظور شدہ محکمہ تعلیمات حکومت ہندوستان

کشمیری بزم ادب دہلی کا دو ماہی جبریدہ

# پیکر پیش دہلی

( ترتیب )

۲۳	جلیم کشمیری	سادین تگیاٹھ ڈن	۲	ادارہ	اپنی بات
۲۵	امین کامل	دیکھ حسن میون پھولا فانی	۳	ادارہ	کشمیری دنیا
۲۶	ہرے کول بھارتی	اکھ آرد - اکھ کڈل	۵	بشمیر ناقد	اصفیو گیتا آچاریہ
۳۰	کندن	متیہ حال بر پڑھ	۹	اکیرچ پوری	غزل
۳۱	جی مکے کول عرضی بیگی	دستہ	۱۰	شیدا کشمیری	خزائن
۳۵	موتی لال سانی	غزل	۱۱	کمال لداخی	فضل اللہ
۳۵	قاروقی پڈ گامی	مکھ	۱۶	چانکی تاقہ گہہ یار	کشمیری بزم ادب
۳۶	گنبدن	عید کاہ	۱۹	منوہر کول	دویر حاضر کے کشمیری نقاش
			۲۲	ساعتش صہبائی	غزل
			۲۲	ساقیہ قلندر	غزل

ایک پیکر  
پانچ روپے

فی پرچہ  
سالانہ چھپدہ

جلد ۲ - نمبر ۱

سرورق :- پینٹنگ - عمل - منوہر کول

کشمیری بزم ادب م ۳۰ بلیماران دہلی

جنوری - فروری ۱۹۵۹ء

باتنام نند لال برڈ و پرنٹ پبلشر ایڈیٹر محبوب المہدی پرنس اور دو بازار دہلی میں چھپ کر کو فر پمپشن م ۳۰ بلیماران دہلی سے شائع ہوا



## اپنی بات

پہلے میں فرمایا کہ ایک نمایان نشان رسالہ بنانے کے لئے پمپوش میں ابھی رنگ بھرنے کی کافی گنجائش ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ بھی حقیقت ہے کہ کثیریری بزم ادب دہلی ایک واحد ثقافتی انجمن ہے جو پچھلے پانچ سال سے التزام کے ساتھ صرف عالی شان جلوں، پندرہ روزہ ادبی مفلوں اور اس قسم کی دیگر سرگرمیوں سے ہندوستان کی راجدھانی میں کشمیری علم و ادب اور تمدن کو بڑھاوا دینے میں مصروف ہے بلکہ پمپوش ایسا رسالہ (جو کثیریری کا واحد رسالہ ہے اور اپنی نوعیت کا پہلا جریہ کہلایا جاسکتا ہے) جاری کرنے کا فخر بھی اسی انجمن کو حاصل ہے۔

پمپوش کو ایک اعلیٰ پایے کا میاری رسالہ بنایا جاسکتا ہے لیکن ایسا کرنے کے لئے بزم کو ہمہ گیر تعاون کی ضرورت ہے۔ یہ تمام پمپوش کے پیارے پڑھنے والے پیش کر سکتے ہیں۔ اہل قلم حضرات سے تعاون کی زیادہ گنجائش ہے اور کثیریر سرکار بھی اس سلسلے میں بہت کچھ مدد دے سکتی ہے۔ کاش کہ پمپوش نوازوں میں بھی کثیریری زبان اور کثیریری تمدن کے ارتقا کے لئے وہی لگن پیدا ہو جس لگن کے ساتھ کثیریری بزم ادب دہلی کے کارکن پمپوش کی آبیاری کرتے آئے ہیں۔

پچھلے ایک سال میں پمپوش کیا کچھ حاصل کر سکا اور کیا کچھ نہ کر پایا۔ اس کا فیصلہ ہم اپنے قارئین پر ہی چھوڑتے ہیں۔ البتہ ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ ابھی کثیریری بزم ادب پمپوش کو ایک ماہواری رسالہ بنانے کی جرات نہیں کر سکی۔ (باقی صفحہ پر)

یہ شمارہ پمپوش کے دوسرے سال کا پہلا پرچہ ہے۔ ہماری کوشش تھی کہ یہ شمارہ فروزی میں شائع ہو۔ لیکن ہماری کوشش بار بار نہ ہو سکی۔ پہلے تو مضمون نگار حضرات لمبی تان کر سو گئے۔ پھر مالی مشکلات نے سر اٹھایا اور جب ان دونوں مشکلوں سے چھٹکارا ملا تو پریس نے ہی سہی کسر پوری کر دی۔ پمپوش کا ہندی سیکشن ڈیڑھ ایک ماہ تک پریس میں پڑا رہا تب کہیں پریس والوں کو پمپوش چھپانے کی فرصت ملی۔ اس کو وقت کا ہمیں افسوس بھی ہے اور ہم پڑھنے والوں سے معذرت خواہ بھی ہیں۔

پمپوش زندگی کے دوسرے سال میں قدم رکھ رہی ہے۔ پہلے ہر سال میں پمپوش کو کئی ایک آئندھیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کتنی ہی شکلیں درپیش آئیں لیکن پمپوش اور اس کے چلانے والے نے جدوجہد جان نکلے اور پمپوش ان آئندھیوں سے کھلانے نہ پایا۔ اب پمپوش نئی انگلوں کے ساتھ اپنی زندگی کے نئے سال میں قدم دھر رہا ہے اور اس موقع پر ہم ہر ایک بار پمپوش نوازوں سے مخاطب ہو رہے ہیں۔

پمپوش کی شخص واحد کی ملکیت نہیں اور نہ ہی پمپوش گروپ بندی کا نیا کلب ہے۔ پمپوش میرا آپ کا اور ہر اس کشمیری اور کثیریر نواز بھائی کا رسالہ ہے جو کثیریری زبان اور کثیریری تمدن کو بڑھاوا دینے کا خواہاں ہو۔ اس اعتبار سے پمپوش کی کامیابی ہم سب کی کامیابی ہے۔ ہم مانتے ہیں جیسا کچھ دونوں پہلے ہماری ریاست کے علم دوست و قریب اعظم محشی غلام محمد صاحب نے دہلی کے ایک عام



کشمیری دنیا

پچھلے دو ماہ کے دوران میں کئی بزم ادب دہلی کے دو غیر معمولی جلسے منعقد ہوئے۔ ایک اُس موقع پر جب کئی زبان کے جواں سال افسانہ نویس و ناول نگار اختر علی الدین صاحب سائتیاہ اکیڈمی کے تعینات کے جلسے میں شرکت کرنے اور اپنی ست سنگرام کی کتاب (جو اُن کے سات کئی افسانوں کا مجموعہ ہے) کے لئے پانچ ہزار روپیہ کا گران قدر انعام حاصل کرنے کے لئے دہلی آئے تھے اور کئی بزم ادب نے اُن کا سوا گت کرنے کی غرض سے ایک جلسہ کا اہتمام کیا۔ جلسہ ہندی بھون میں شری پریم ناتھ صاحب و کی صدارت میں ہوا۔ ابتدا میں بزم کے جنرل سیکرٹری بشیر ناتھ کوئل نے مزور مہاؤں کا تعارف کراتے ہوئے اس بات پر اظہار مسرت کیا کہ کل تک جس کئی زبان کو ایک ادبی زبان تسلیم کرنے سے انکار کیا جاتا ہے وہی زبان پچھلے دس ایک ہی سال میں اس قابل بن چکی ہے کہ آج وہ ہندوؤں کی دیگر سرمایہ دار اور ترقی یافتہ زبانوں کی ہمسری کرنے لگی ہے۔ جنرل سیکرٹری نے کئی زبان کی افادیت کی توضیح کرتے ہوئے کہا کہ کئی زبان اہل کئی کے رگ و پے میں سیکولر ازم کا سینچا کر کے کامیاب ہی بڑا اداہم وسیلہ ثابت ہوئی ہے۔ اس کے بعد جناب اختر علی الدین صاحب نے اپنا ایک تازہ کئی افسانہ سنایا جسے حاضریند کیا گیا۔ پروفیسر جلال کوئل صاحب جو اتفاقاً مجلس میں شریک تھے۔ کئی زبان میں نثر کی رفعت پر ایک عالمانہ اور بصیرت افروز تقریر کی۔ انمول

نے کہا کہ انگریزی جیسی سرمایہ دار زبان نثر کا جو سلجھا ہوا اسلوب  
ایک صدی کی کاوشوں کے بعد قائم کر سکی کشمیری زبان نے  
دس ہی سال کے عرصہ میں نثر کا ویسا ہی ستھرا اور نکھڑا  
اسلوب قائم کر لیا۔ کشمیری نثر کی یہ ترقی بلاشبک حیرت انگیز  
ہے۔ جناب حلیم کاشمیری صاحب نے اس موقع پر اپنی ایک  
مآثرہ نظم "روشنس وار چھا" سنائی اور حاضرین پر وجد طاری  
کر دیا۔ شری پریم ناتھ صاحب در نے بزمِ ادب کی طرف سے  
جناب اختر محی الدین صاحب کو ساہتیہ اکیڈمی کا انعام حاصل  
کرنے پر مبارکباد دی۔ اخیر میں سیکرٹری نے معزز مہانوں کا  
شکر ادا کیا اور اختر صاحب کی عزت افزائی کو جملہ کشمیری  
ادیبوں کی عزت افزائی قرار دے کر انھیں مبارکباد دی۔

اس کے چند ہی دن بعد کیتھری زبالی کے ایک اور ممتاز  
کیتھری ادیب نٹری امین کامل صاحب کے سواگت کے لئے  
کیتھری بزم ادب دہلی کا ایک اور جلسہ ہندی بھون میں منعقد  
ہوا جس کی صدارت کے فرائض شری جانی ناتھ صاحب  
گہوار نے سرانجام دیے۔ جلسے کی کارروائی شروع کرنے  
پہلے جمل سیکرٹری شری بشیر ناتھ کو لے موزہ مہمان کا  
حاضرین سے اور حاضرین کا موزہ مہمان سے تعارف کرایا اور  
اس کے ساتھ ہی کیتھری بزم ادب کی ادبی اور اقتصادی سرگرمیوں  
پر بھی روشنی ڈالی۔ اس کے بعد بزم کے جو اینڈ سیکرٹری  
شری سوم ناتھ صاحب نے کمریوڈ بیٹ "عزرا کا ایک



کشمیری سبک پر حاجس میں لیلئے اسمبلی کے ایک ایجنڈے شیدائی کے جنون کا خاکہ کھینچا گیا تھا۔ اس کے بعد جناب حلیم صاحب نے آئندہ ہمارے پرستار کے دل کی کیفیت اور نئی امنگوں کے پرنے کوئے کے موضوع پر ایک وجہ آفریں نظم سنائی۔ اس کے بعد شری گوپی کشن کول عرفی ریگ نے "نور و مریک دسلابہ" کے عنوان کا ایک افسانہ پیش کیا جس میں زبان اور محاورہ کی خاصی پاستی موجود تھی۔ شری بشمر ناتھ کول نے اس کے بعد قطعات پیش کئے۔ اس کے بعد جناب امین کامل نے کشمیری بزم ادب دہلی کی ادبی سرگرمیوں اور اس انجمن کے ارکان کی لگن کو شاندار خراج تمجید پیش کیا اور پرورش کے اجراء کو ایک سستے قدم قرار دیا۔ شری امین کامل نے جو کشمیر کی کلچرل اکیڈمی میں کشمیری سب لکھی کے کونیز بھی ہیں، کلچرل اکیڈمی کے آئندہ پروگرام پر بھی روشنی ڈالی۔ اس کے بعد انھوں نے اپنے مخصوص انداز میں دو کشمیری نظمیں پیش کیں جن کو سن کر اہل محل محوئے اٹھے۔ صدر جلسہ شری جانی ناتھ صاحب گہارے نے اپنی فاضلانہ تقریر میں کئی ایک سمجھاؤ پیش کئے جس سے کشمیری ادب اور کشمیری ثقافت کو بڑھاوا دینے میں کافی مدد مل سکتی ہے۔ حاضرین کی چائے پانی سے بھی تواضع کی گئی۔

آل انڈیا ریڈیو کے چودہ زبانوں کے کل ہندوستان عہد میں اس سال کشمیری طرف سے جناب رسا جاوہانی شریک ہوئے جن کی عزت اور اس کے ہندی ترجمے کو مشاعرہ میں بے حد سراہا گیا۔ کشمیری بزم ادب دہلی کے ارکان نے رسا صاحب کا خیر مقدم کیا۔ رسا صاحب کی عزت و مہمندی ترجمے کے پورپوش کے اسی شمارے میں شامل کی جا رہی ہے۔

کشمیری سہ ماہی سستی جونی زون دہلی (رجسٹرڈ) کی قیادت میں ۳۱ دسمبر ۱۹۵۸ء کو دہلی کے کانسٹیبلوشن کلب گراؤنڈ میں ایک شاندار جشن منایا گیا۔ ہماروں اور تماشاویوں سے کچھ کچھ بھرے ہال میں سستی کے صدر شری ایس۔ ایل شکدھر نے اپنی استقبالیہ تقریر میں کشمیر سہ ماہی سستی کا پروگرام اور تاریخ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ دہلی میں مقیم کشمیریوں نے باہمی اتحاد کے لئے آج سے پانچ سال پہلے اس سستی کو وجود میں لایا تھا اور تب سے اس کا پروگرام وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ سماجی، اقتصادی اور تمدنی لحاظ سے یہ تنظیم بے مثال کام کرتی آہی ہے اور گزشتہ پانچ سال کے دوران اس نے کئی حاجت مند اور لاپرواہ کشمیریوں کی امداد کی ہے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ سستی کے سامنے اب ایک کیونسی مال بنانے کا پروگرام ہے جس کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ اس سبب اور سستی کا افتتاح کرتے ہوئے جنوں کشمیر کے وزیراعظم جناب غنی غلام محمد نے کہا کہ ہر ایک کشمیری کا چاہا ہے اس کے سیاسی اور مذہبی عقائد پر بھی ہوں اس معاملے میں نظریہ یا نکل صاف ہے کہ وہ اول تا آخر ہندوستانی ہے اور یہ حیثیت ہندوستان کے ایک شہری کے ہندوستان کی حکومت کے زیریں اصولوں پر کام کرنے رہتا آیا ہے چاہے کتنی ہی شکلیں اور کاویں آتی رہیں کشمیری اپنے ان زیریں اصولوں سے ہچکچے نہیں ہوتے گا۔ انھوں نے کہا کہ سیاسی معاملات میں کشمیری مسادات اسکو لازم اور اس کے ملحدار ہیں (باقی صفحہ ۲۱ پر)



## ابھینو گیت آچاریہ

دسویں صدی کے عین وسط میں کشمیر کی مردم خیز سرزمین نے ایک ایسی درخشندہ ہستی کو جنم دیا جس کی ذہانت علمی استعداد روحانی کمال اور بڑے سنجی و فلاسفی نے چاروں اناک عالم میں دھوم مچادی اور جس کی عظمت کا یہ عالم کہ صدیاں بیت جانے کے بعد اس درخشندہ ہستی کی صفو نشانیاں ہمیں تاریکیوں کو چیرتی ہوئی آج بھی علم و ادب اور روحانیت کے شیداؤں کو راہ دکھلائے چلی جاتی ہیں۔ آسمان علم و ادب اور فلاسفی کے اس چمکتے ہوئے تارے کا نام نامی ابھینو گیت آچاریہ ہے۔ جسے کشمیریوں نے ہیرود کاوتار مانا اور جس کو جونی ہند میں ابھینو گیت پادینی شیش کاوتار مانا جاتا ہے۔

### خاندان اور پیدائش

ابھینو گیت کے خاندان کا شجرہ قنوج کے حکمران لیشوورن (۴۰۰ء - ۳۰۰ء) کے ممتاز و مشہور درباری شاعر اور روحانی پیشوا انری گیت سے جاملتا ہے۔ جو گنگا اور جمنہ کے دو آب میں واقع انتر ویدی کاؤں کا ایک قابل برہمن اور شیو شاستروں کا عالم تھا۔ کشمیر کے فاتح اعظم مہاراجہ لٹاوتیہ لٹا پیلے نے جب ۴۰۰ء میں لیشوورن کو شکست دی اور قنوج کو زیر نگین بنا لیا۔ لٹاوتیہ انری گیت کے بزرگ علمی اور روحانیت سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے انری گیت کو کشمیر میں آکر سکونت پذیر ہو جانے پر آمادہ

کر لیا۔ کشمیر میں اس علم دوست حکمران نے انری گیت کو کوٹلی گنڈ نام کا گاؤں جایگر میں دے دیا اور انری گیت کے خاندان کے لئے پروپور میں وقتنا کے کنارے سیتم شوبالہی مندر کے با مقابل ایک عالیشان عمارت بھی تعمیر کروادی۔

لٹاوتیہ کے بعد اس خاندان پر ۱۵۰ سال کیا گزری؟ اس کے متعلق تو تاریخ خاموش ہے۔ البتہ اسی خاندان سے ۱۵۰ سال کے بعد وراہ گیت نام کے ایک شخص نے اپنی خاندانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے علم اور بھگتی میں کافی سہرت حاصل کی۔ وراہ گیت کا بیٹا نہرہم گیت عرف چو کھولکا تھا جو اپنے وقت کا ایک زبردست عالم و منتر دھارو شیو بھگت مانا جاتا ہے۔ اسی نہرہم گیت کی پادرسا اور سنگھڑ بیوی دیہلی کلا کے بطن سے ۹۵۰ء اور ۹۶۰ء کے درمیان ابھینو گیت کا جنم پروپور میں ہوا۔

### پس منظر

ابلی کشمیر زمانہ قبل از تاریخ میں کس مذہب کے پیرو تھے اس کے متعلق کوئی تفصیلی دستاویزی شہادت ہمارے پاس موجود نہیں۔ البتہ تحقیق و تفتیش سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ کشمیر میں بعد ہمدھرم کے نفوذ سے پہلے "آریہ" قسم کا ایک مرکب مذہب موجود تھا۔ جس کے اجزائے ترکیبی ناگوں اور ویدک گائے کے آریہ لوگوں کے مذہبی اعتقادات تھے۔ لوگ جہاں ناگوں کو پوجتے



حقے وہاں ساتھ ہی بودھ ناریشور یا اردھ ناری متکثیر کی بھی  
پوجا ہوتی تھی۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ابھی یہ مرکب قسم کا دھارک  
نظام ایک حد تک رسوم و قیود ایک ہی محدود تقاضے کی پشت  
پر کوئی واضح اور تفصیلی فلسفہ موجود نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ کشمیر کے  
آدمی داسی ناگوں اور باہر سے آئے ہوئے آریوں نے امن و  
آشتی کے ساتھ دوش بدوش زندگی بسر کرنے کے لئے مذہبی  
رواداری کی ایک ایسی تبدیلی روشنی کی جس کی تلفیت کے بغیر  
رہا نہیں جاتا۔ پھر جب تنہا کے پیروں اور جھکشوں نے  
بدھ کا پیغام کشمیر تک پہنچا دیا۔ اپنی روایتی رواداری کے  
باعث اہل کشمیر نے اس نئے مذہب کا باہیں پھیلا کر غیر مقدم  
کیا۔ حتیٰ کہ بودھ دھرم کی روح سے متاثر ہو کر اہل کشمیر نے بھی  
بدھ کو ویشنو کا ایک اذکار تسلیم کر لیا اور اسے بھی اپنے دیوتاؤں  
خاندان میں شامل کر کے پوجنے لگے۔ یہ سلسلہ تباہی تک برابر جاری  
رہا جب کشاں خاندان کے مشہور حکمران کششک نے شمالی ہند میں  
ایک بھاری سلطنت قائم کر لی اور بودھ دھرم کو منظم و مربوط  
فلسفہ سے آراستہ کرنے اور بودھوں کے مختلف مت متاثر و  
اور فرقوں کے خیالات میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی غرض سے کشمیری  
میں جو متی بودھ پر پیشہ بلائی اور جب اس نے بالآخر کشمیر کو بودھ  
جھکشوں کے لئے وقف کر دیا کشمیر پر بودھ جھکشوں کی حاکماری  
قائم ہو جانے کے باعث بودھ دھرم کو وادی میں ایک خاص مقام  
اور امتیازی مرتبہ حاصل ہو گیا۔ اپنی اس امتیازی پوزیشن کا  
فائدہ اٹھاتے ہوئے بودھوں نے ناگ ارجن اپارشتو اور اشتوگوش  
جیسے عالم جھکشوں کی سرکردگی میں عام تبلیغ شروع کر دی۔ چونکہ  
بودھ دھرم منطق اور فلسفہ کے پورے ساز و سامان سے بیس ہو  
چکا تھا۔ مساوات و برابری اس مت کا طرہ امتیاز تھا۔ اس کے  
اصول عام فہم اور سلیس تھے اور اس کے مقابلہ پر کشمیر کا ناگ ارجن  
دھرم ابھی تک ظاہری رسوم و قیود میں ہی جسکتا ہوا تھا

قدرتی بات تھی کہ ہر شاہنشاہ اور ہر مذہبی متاخر سے میں ہر  
کو بودھوں سے شکست ملنے لگی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اہل کشمیر میں سے  
اکثر غیر مذہبی حائیلیں۔ جو روجہ دھرم سے چندان اطمینان نہ  
تھیں جو درجہ بودھ دھرم کے احاطہ میں شامل ہونے  
لگیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں ناگ دیوتاؤں کی وحدت  
بھی ملنے لگی اور اردھ ناریشور کی عبادت بھی پس پشت پڑ گئی۔  
جس کا ناگ دھرم کے علمبرداروں کو بھی دکھ ہوا اور برابریوں کو  
بھی۔ اپنی اس ہزیمت نے کشمیر کے قدیمی مذہب کے ان علمبرداروں  
کو جھنجھوڑنا شروع کیا اور ان میں یہ احساس پیدا ہو گیا کہ بودھ  
دھرم کے اڑتے ہوئے طوفان سے قدیمی ہندو دھرم کو بچانا ہے  
تو ہندو دھرم کو رسوم و قیود کی جگہ ہندی سے آزاد کرنا ہو گا اور  
ساتھ ہی اسے ایک ایسے فلسفہ اور منطق سے آراستہ کرنا ہو گا۔  
جو مقابلے میں پورا اتر سکے۔ کشمیر کی مذہبی اور معاشرتی تاریخ میں  
یہ موڑ بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ چنانچہ چند دیوتاؤں کی برابری کی  
سرکردگی میں ایک تحریک کا آغاز ہوا جو بعد میں نہپ کر اس قدر  
لڑانا اور تنو مند بن گئی کہ بالآخر بودھ دھرم بھی کشمیر یوں کی  
اس نئی مذہبی پیمانی میں مدغم ہو کر رہ گیا۔ ادھر ہندوستان  
میں بھی کمال بھٹ اور اس کے بعد سوامی شکر آچاریہ نے  
بودھ دھرم کے حصار پر کاری ضربیں لگادی تھیں اور شکر نے  
تو بگ و سچے کے دوران جگہ جگہ یہاں تک کہ کشمیر میں بھی ہندو  
دھرم کے جھنڈے پھر سے گاڑ دئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کشمیر کے  
ذہن رسلے ایک نئی دھار تک پہنچی کہ فرورغ دیا جے کشمیری  
مشوازم یا ترکا سے موسوم کیا جاتا ہے اور جس ترکا شاستری  
ذک پلک سوار نے میں اچھلیو گیت آچاریہ کا رول نہایت ہی  
قابل قدر ہے۔ گو کشمیری مشوازم کی داغ بیل ۵۰-۶۵ء میں  
وسوگیت نے شو سوترا اور سہنڈا کاریکا نامی تصانیف سے ڈال  
دی تھی اور اس کے بھٹ کلات سومانڈ اپنیل دیو جیسے عالم ترکا



کو ایک باضابطہ شاستریانے میں شاندار کارنامے سرانجام دے چکے تھے۔ لیکن ترقی کا شاستری سب سے زیادہ مستند اور جامع تصنیف تترالوک، اجمیری گپت جیسے عالم باعمل کی ہی کاوشوں کی راہیں ہیں۔

### لڑکپن و تعلیم

اجمیری گپت کا جنم ہی ایک ایسے دور میں ہوا۔ جب کثیر رو حانیت اور علم دوستی کے جذبے سے سرشار تھا۔ اور جب اہل کشمیر کے علم و فضل نے ہندوستان کی سرحدیں پھلانگ کر چین، تبت، ہندوستان، جاوا، سماٹرا، بالی اور آدھر وسط ایشیا تک سرکے جا دیا تھا۔ یہی وہ زمانہ ہے جب کثیر ساری دنیا میں شاد و صفا بیٹھ مانا جاتا تھا۔ اور جب دور دور سے طالب علم کشمیر آتے اور یہاں کے علماء و فضلاء سے فیضان حاصل کرتے تھے۔ اجمیری گپت کی ایک اور خوش قسمتی یہ تھی کہ جنم بھی اس نے ایک ایسے خاندان میں لیا۔ جسے علم و ادب اور روحانیت کے جوہر پشت در پشت وراثت میں ملے تھے اور جس خاندان کا ہر فرد فکر و معاش سے آزاد و علی سرگرمیوں میں ہی مہمک تھا۔ اجمیری کے والد زمانے ہوئے عالم اور زاہد تھے ہی اجمیری کے چچا و اس گپت چچا و بھائی کیم، اتپل، چکر اور یدیم کے علاوہ اس کے چھوٹے بھائی منور تھے سبھی جید عالم ہو گزرے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں منور سے ہی اجمیری کی ذہنی نشوونما کو ایک سازگار علمی ماحول میسر رہا ہوگا۔

اجمیری کی ابتدائی تعلیم وقت کے دستور کے مطابق ایک مقامی پائٹھنلہ میں شروع ہوئی۔ جہاں بچپن ہی میں اس کے جوہر کھینکے گئے اور اس کی ذہانت و ذکاوت سے اجمیری کے گورو بھی ششدر ہو کر رہ جاتے۔ چھوٹے اجمیری کی زبانی اور قابلیت کا یہ حال تھا کہ اس کے ہم جماعتوں کو اجمیری کے مقابل پر آتے ہی ایک لڑوہ سا طاری ہو جاتا اور وہ اجمیری سے ایک

خط ناک سانپ کی طرح ڈرتے۔ عالموں کا خیال ہے کہ اسی ہونہار کی نسبت سے پائٹھنلہ کے استاد نے گپت خاندان کے اس فوق الفطرت چشموں و چراغ کو اجمیری گپت پاد نام دیا۔ حالانکہ والدین اجمیری کو مختلف نام سے پکارتے تھے۔

### ایک دھچکا اور اس کا ردِ عمل

ابھی اجمیری گپت پڑھ ہی رہا تھا کہ اس کی پارسا اور شفیق ماں عالم جوانی میں ہی چل بسی۔ چوں کہ اجمیری کو اپنی والدہ سے شدت کا لگاؤ تھا اس کے بے وقت گذر جانے نے نئے اجمیری کا شیشہ دل چور چور کر چھوڑا۔ ماں کے بغیر اسے گھر سونا سونا سا لگا۔ درودلو سے یاس و حسرت ٹپکتی۔ اس کی زندگی یکسر بے کیف ہو کر رہ گئی۔ اگر باپ کی محبت اور احترام اس کے پاؤں نہ جکڑتا تو شاید وہ ماں کے سایہ سے محروم گھر میں قدم رکھنا بھی گوارا نہ کرتا۔

ان ایام میں اجمیری ساہتیہ (ادب) کے مختلف اعزازات کی تعلیم حاصل کر رہی رہا تھا۔ لیکن والدہ کی موت کے صدمے نے اسے اس قدر مجبور و ڈالا تھا کہ اب اسے ساہتیہ سے بھی چٹا دل چسپی نہ رہی۔ ستم بالائے ستم ہو کہ نرسہم گپت نے اپنی جوان بیوی کے گذر جانے پر دنیا ہی ترک کر دی اور گوشہ نشینی اختیار کر کے باقی ماندہ زندگی ریاضت و عبادت میں ہی گزارنے لگا۔ دنیا کی بے ثباتی سے اب اجمیری کا دل اس قدر اُچاٹ ہو گیا کہ اس نے عمر بھر کو ادا رہنے اور گھر گریستی کے بندھنوں میں نہ پھنسے کا عہد کر لیا اس عہد کو اس نے آخری دم تک سختی کے ساتھ پورا کیا۔

### ذوقِ قبس

ماں کی جدائی اور باپ کے سنیاس نے اجمیری کو گھر کی مست سے آزاد کر دیا اور حیات و ممات کے سرسبز راہ کھولنے، نجات کا راستہ تلاش کرنے اور عالم باعمل بننے کی دھن میں گھر سے نکل کھڑا ہوا اور ایک جتنی کی طرح مرشدوں کی تلاش میں پھرنے لگا۔ اسے جہاں جی کسی قابل عالم یا آچاریہ کا پتہ چلتا وہ پوری مشردھا اور کابل



## عالم باعمل

اجنیو مٹ ایک عالم ہی نہیں تھا، وہ یا ساگر ہی نہیں مانا جاتا تھا بلکہ تحصیل علم کے ساتھ ہی ساتھ وہ ساوہنا بھی کرتا گیا اور بے حد یا منت کے بعد اس نے لوگ سدھی بھی حاصل کر لی۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے ایسے ایسے مجرمے دکھائے کہ وقت کے عالموں اور فاضلوں نے اسے منفقہ طور پر چار تسلیم کر لیا۔

اجنیو گیت کے فاضل ٹیکا کار (مفسر) سے رخصتے اپنے گورو کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ اجنیو گیت میں اعجاب کی وہ پانچوں علامتیں موجود تھیں جو ایک پہنچے ہوئے سالک کا طرہ امتیاز دہی جاسکتی ہیں اور یہ پانچ علامتیں ہیں:

- (۱) شتو (دوسری کی لٹھ عقیقت (۲) منتر سدھی
- (۳) پانچوں عصور پر مکمل کنٹرول (۴) مقصد اعلیٰ حاصل کرنے کی قابلیت اور (۵) ایک ایسی سارے شناسنوں کا سچا گمان ہو جانا

انہیں معجزوں کے باعث اجنیو کے ہم عصور اور بعد کے لکھنے والوں پر بھاری اثر پڑا اور انھیں کے باعث اسے مختلف شناسنوں اور سائنس کے مختلف اصناف میں کامل کامیابی نصیب ہوئی۔

## تصانیف

اجنیو کی ادبی سرگرمیوں کا دور اس کی اپنی تصانیف کے مطابق ۱۹۸۵ء سے شروع ہوتا ہے جب اس نے اپنی پہلی تصنیف کرم ستوتہ لکھی اور یہ سلسلہ ۱۵-۱۶-۱۷ء تک جاری رہا۔ اس دوران میں اس ہمدان عالم نے جو کچھ لکھا نہ جانے اس میں سے کتنے جو اہر پارے گردشِ دولہا کے فاضلوں تلف ہو گئے ہوں گے۔ لیکن اس کے باوجود اجنیو کی جو تصانیف زمانہ کی دست برد سے بچتی بچتی ہم تک پہنچ گئی ہیں ان سب کی تعداد تین درجن تک جا پہنچتی ہے۔ ان میں وہ چھوٹی بڑی چیزیں بھی ہیں جو فلسفہ یا لغو میں کثیری شہرہ ازم سے متعلق ہیں اور وہ تصانیف

عقیدت کے ساتھ وہیں جا کر اپنی جمہولی پھیلا دیتا اور علم کی جھیک مانگتا۔ اجنیو کا عقیدہ تھا کہ علم بجائے خود تعلیم کا انعام ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے ایڈلٹوں میں بھی اور اپنے ذاتی کردار سے بھی اسی نظریے کی تبلیغ کی کہ علم حاصل کرنے کے لئے جس قدر ریاض اور جس قدر قربانی دی جائے کم ہے۔ اور پھر اسے اس بات سے بھی کبھی پر غاش نہ تھی کہ علم کا سرور عطا کرنے والا حشر پہم کہاں ہے کس مت اور مذہب کا ہے۔ خود وہ اپنی شہرہ افاق تصنیف تنزاکو میں لکھتا ہے:

”خوش نصیبی سے اگر طالب علم کو ایک الیہ گورو میسر بھی ہو جائے جو خود بھی کامل بن چکا ہو اور جو اپنے شاگرد کو بھی کامل بن جانے کی راہ دکھا سکے۔ پھر بھی یہ کوئی معقول وجہ نہیں بن سکتی کہ طالب علم دوسرے مرشدوں اور اچاریوں سے فیضان حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے“

یہی نظریہ اس بات کا موجب بنا کہ اجنیو گیت نے ہر مروجہ شناسن اور علم کے ہر مروجہ مرشد میں پوری پوری دست گاہ حاصل کرنے کے لئے وقت کے تقریباً ڈھائی درجن اچاریوں اور عالموں سے تعلیم پائی جن میں ترہم گیت، وامنا تہ، بھوتی راج، تنیا، بھوتی راج، انکشن گیت، اندوراج، بھٹ طوطا اور شہرہ تہ جیسے عالم بھی شامل ہیں۔ گورو دھارن کر رہے ہیں اجنیو نے کبھی تعصیب و امتیاز کو حایل نہ ہونے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے پنڈتوں اور برہمنوں کے علاوہ بودھ اور جین دھرم کے اچاریوں کے سامنے بھی زانوے ادب نہ کیا اور اس طرح سے اس نے مختلف اگوروں کے علاوہ علم عروض (PROSODY) و صوفی (SUGGESTION) ”منتر شناسن“ تاثر شناسن (DRAMATURGY) اور ڈرامہ پر پوری پوری قدرت حاصل کر لی۔ اس کی سچی لگن کو دیکھ کر اس کے مرشدوں نے بھی اجنیو کو خوشی خوشی نہال اور مال مال کر دیا۔



بھی جن کا تعلق ساجتہ کے مختلف اصناف کے ساتھ ہے۔

سمادھی

۱۔ جینیو گپت کی وفات کا سن بھی یقینی نہیں ہے۔ اسی طرح متبعین نہیں ہو سکا ہے۔ جس طرح اس کی پیدائش کے سن کی پوری پوری شہادت دستیاب نہیں ہوتی۔ البتہ روایت ہے کہ جب اس مرد سالک نے اپنی زندگی کا وہ مقصد پورا کر لیا۔ جس کی تکمیل کے لئے اسے جدِ خاکی عطا ہوا تھا۔ ۱۲۰۰ شاکر دوں کے ہمراہ بیروستونز کا چاب کرتا ہوا بھیروگاؤں کے متصل ایک گچھا میں داخل ہوا اور اپنے شاگردوں سمیت دنیا والوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ ۱۔ جینیو گپت کے فارمیں داخل

ہونے کی یہ روایت سینہ بہ سینہ آج تک برابر چلی آتی ہے۔ اور چھ ہندوچر مسلمان بھی میں مشہور ہے کہ ۱۔ جینیو گپت آچاریہ بھیرو عسلا کے ایک گچھا میں جو آج بھی موجود ہے۔ داخل ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

کشمیری شیلو یعنی ترکا کی ارتقا میں جو ردل ۱۔ جینیو گپت آچاریہ نے ادا کیا۔ اور ناٹھ شاستری نے علم ڈراما دھونی اجمالیات اور شعر و سخن کی ہر صنف میں نکل نشانیاں کر کے ۱۔ جینیو نے ہندو کی تمدنی وراثت میں اضافہ کیا۔ ان باتوں پر اگلے شمارہ میں روشنی ڈالی جائے گی۔

اکبر جے پوری

## عزل

خون گشتہ دل سے رنگ گلستاں بنا دیا      سو ز نفس سے بزم چراغاں بنا دیا  
الہ دے ترے راز کی یہ پردہ داریاں      ہاضی کے ہر خیال کو نسیاں بنا دیا  
دستِ جہنم شوق کی مے رے بے بسی      چاکِ جگر کو جزوِ گریباں بنا دیا  
دے دے کے داغِ تیری جدائی نے بارہا      زخمِ جگر کو اور نمایاں بنا دیا  
یوں کر بچے گی اس دل کفر آشنا سے اب      مجھ کو تو ان بتوں نے مسلمان بنا دیا  
چاروں طرف ہی حسن کی یوں جلوہ ریزیاں      بیداریوں کو خواب پریشاں بنا دیا  
لایا تھا داغِ دل کی نمائش کے واسطے      ان کو چراغِ حشر بہاراں بنا دیا



## حزرا

دیکھئے آئے مراح، جام اور سینا کی آگ  
حضرت موسیٰ سے ملتے آئے ہیں سینا کی آگ

برگ برگ اس باغ کا اب محزون صراط ہے  
ڈالی ڈالی ہیں وہ حُسنِ آتشیں مستور ہے

ہے چنار، شعلہ پوش و شعلہ پرورد شعلہ بار  
شور ہے صحنِ چین میں "اِس چہ آتش اِس چہ تار"

ہے چین زاروں میں قدرت کی نئی گُلکاریاں  
اُٹھتی ہیں ہر برگ سے ہر پھول سے چنگاریاں

پس تیتا تو اے چنارِ باغ یہ کیا راز ہے  
تو سراپا سوز ہے ندی سراپا ساز ہے

بڑے ہراک برگ میں پنہاں شرر انگیزیاں  
قطرے قطرے ہیں نہاں اس کے نرم ریزیاں

برہی ہے آبِ جو کیا تابختی گاتی ہوئی  
پیرِ اندر پیرِ خم در خم ہے بل کھاتی ہوئی

چھپتی عریا تبت پر اپنی شرماتی ہوئی  
دل کو اک ہوا رُو سنگیں میں بہلاتی ہوئی

آگ پھولوں میں چین میں آگ، اشجاروں میں آگ  
ہر طرف شعلہ ہی شعلہ زعفران زاروں میں آگ

باغِ ثنا لیمار میں آگ، اس کے فواروں میں آگ  
ہے نیم آتش کوہِ پیل ہے کہساروں میں آگ

چن رہی ہیں پھول اور گاتی ہیں دہقان نادیاں  
حُسن کی آبادیاں پھولوں کی یہ شہزادیاں

آج کل کشمیر ہے اک کائناتِ آتشیں

دل لگی ہے ہل کلشن کو حیاتِ آتشیں



## فضل اللہ

فضل اللہ اپنے گاؤں کے سب سے بڑے زمیندار ہی نہیں بلکہ بڑے اتروا قندار کے بھی مالک بن گئے۔ ان کا بیٹہ مکان دُور سے ایک پیمانہ محل جیسا لگتا ہے۔ کہتے ہیں وہ پہلے پہل ایک امیر آدمی کے پاس نوکر تھے۔ جب وہ آٹھ ہی برس کے تھے، باپ انتقال کر گیا۔ ماں بڑوس کے زمیندار کے گھرانے کا نوکر رہ کر رہ گئی۔ لیکن اور وہ خود شہر میں ایک امیر سوداگر کے محل نوکر ہوئے۔ سوداگر فضل اللہ سے دکان کا کام لینے کے علاوہ گھر کے برتن صاف کروانا، کھانوں میں جھاڑو دوانا اور اپنے پیروں کاٹنا تھا۔ گاؤں میں وہ فضل اللہ کی جگہ لولا کہلاتا تھا لیکن جب سوداگر کے پاس آئے تو سب فضل کہنے لگے لیکن سوداگر کے بیٹے فضول آیا، فضول آیا، کہہ کر پکارتے تھے۔ سوداگر کے بچوں کی دیکھا دیکھی اڑوس پڑوس کے لڑکے بھی فضل اللہ کو فضول آیا، فضول آیا، کہہ کر ستانے لگے اور یہ خون کے ٹھونٹ پی کر رہ جاتے تھے۔ سوداگر کے سب سے چھوٹے بیٹے سے فضل اللہ کو بڑی چڑھنی کیونکہ اس کی خاطر اسے کبھی گدھا بن کر بازوؤں اور ٹانگوں کے بل چلنا پڑتا تھا اور کبھی بکری بن کر میٹا پڑتا تھا۔ لڑکان کی پیٹھ پر سوار ہو جانا اور چابک کی بالی ہل کر ٹانگوں پر چڑھنا جانا اور فضل اللہ اس کو اڑھسہ اڑھسہ گھمایا کرتے تھے۔

فضل اللہ کی تاداری اور محنت پر سوداگر بہت ہی خوش

تھا اور ایک دن سوداگر نے خوش ہو کر فضل اللہ کو بڑائی اور اشیاء خوردنی کی ایک دکان سونپ دی۔ شروع شروع میں فضل اللہ دکان پر دیانت داری سے کام کرتے گئے۔ سوداگر کو فضل اللہ پر کامل اعتماد تھا۔ لہذا صاحب کتاب میں خاص توجہ نہیں دیتا تھا۔ لیکن جب ہزاروں روپیوں سے واسطہ پڑا تو ان کی چمک سے فضل اللہ کی آنکھیں چندھیا گئیں اور کچھ نہ کچھ روپیہ بٹورنے لگے۔ بھوں بھوں تجارت کے گڑبگڑ میں اجنبی ہمارت حاصل ہوتی گئی تو ان کی آمدنی میں بھی اضافہ ہونے لگا اور وہ چٹور پن سے زیادہ روپیہ بٹورنے لگے۔ کچھ عرصے کے بعد فضل اللہ کے پاس ایک اچھی خاصی رقم جمع ہو گئی۔ ایک دن کسی بات پر سوداگر کو فضل اللہ کی دیانت پر شک ہوا۔ اس نے فضل اللہ کو بلایا اور دکان کے حساب کی جانچ پڑتال کی۔ لیکن ان میں بہت جلد سے دے ہوئے لگی۔ سوداگر نے حسب عادت فضل اللہ کو سفت ترش الفاظ لہرے لیکن فضل اللہ بھی ٹھری سے ٹکرا کر رہ گئے۔ فضل اللہ کا طرز عمل دیکھ کر سوداگر تلمسلا اٹھا اور خوب ڈانٹ کڑکھڑ کرنے لگا۔ لیکن وہ دو سال پہلے والا فضل نہیں تھا جو سوداگر کی آنکھ کے اشارے پر ناچا کرتا تھا اور ترش باتیں سہہ لیتا تھا۔ فضل اللہ نے سوداگر کو جواب میں غلیظ کالیال سنائییں اور پیٹتے پیتے اور سوداگر جیتن، بے مزہ کھو، بات نہ کیا۔



سو وہ اگر کے اُن سے نکل آئے کے بعد فضل اللہ سید سے اپنے  
 لمبائی گاؤں آئے۔ اپنے باپ کے مکان کے پاس ایک بڑی کافی  
 زمین خریدی اور باپ کا کتبہ نما مکان ڈھاکر ایک خوبصورت  
 اونچا مکان تعمیر کیا۔ جس کے ساتھ ایک خوبصورت باغ لگایا۔  
 یہ مکان کے ساتھ ہی ایک دکان بھی کھول دی جہاں گھر والوں  
 کی ضروریات کی تمام چیزیں ہر وقت میسر رہتی تھیں۔

گاؤں میں قدم جماتے ہی فضل اللہ نے سو پر فرزند دینیے  
 کا دھندا شروع کیا۔ جہاں سود لیا جاتا ہے وہاں اکثر مقدسہ  
 بازیوں کی نوبت بھی آتی رہتی ہے۔ فضل اللہ بھی ان سے بچ نہ  
 سکے۔ لیکن مقدسوں میں ہمیشہ ان کی حیثیت ہوتی جس کا صلہ انھیں  
 اکثر زمین کی صورت میں ملتا تھا۔ کیونکہ ان کی رسائی بڑے بڑے  
 افسروں تک ہوتی۔ جب بھی گاؤں میں کوئی سرکاری افسر آتا تو  
 فضل اللہ کے خوبصورت مکان میں ٹھہرتا تھا۔ جہاں اچھے اچھے کھانوں  
 سے اُن کی خواہش ہوتی اور نرم و گرم بستر سونے کے لئے ملتا۔ ان کے  
 گھر میں فریجس کا اچھا خاصا انتظام تھا۔ لیکن فضل اللہ میں سب  
 سے بڑی ذہنی برتری تھی کہ وہ افسروں کے تہوار چھوٹا ناڑ بیٹے اور بڑے  
 ضرورت دہیہ مروت کرنے میں کبھی غفل سے کام نہیں لیتے تھے۔ شاید  
 یہی وجہ تھی کہ مقدس میاں دلیوں میں ان کی کبھی غار نہیں ہوئی تھی۔

گدام کے پہلے تھے کھیتوں، ان داب چلوانیوں اور خوبصورت  
 باغیچوں سے فضل اللہ کی زمین کی وسعت سال بہ سال بڑھتی گئی۔  
 جن میں دوسرے خون پسینہ ایک کر کے چھوٹے لگاتے تھے۔ رنگ  
 برنگ پھول کھلاتے تھے اور گونا گوں پل بوٹے لگاتے تھے۔ چند ہی  
 سالوں میں ان کا شمار گاؤں کے امیر ترین زمینداروں میں ہونے  
 لگا اور لوگ عزت سے انھیں "ٹولا" کے پدے "فضل اللہ" کہنے  
 لگے۔ گاؤں کے تمام کسان ان سے ڈرتے تھے۔ فضل اللہ سے  
 پہلے زمینیں گیا لہو گاؤں کا سب سے بڑا زمیندار مانا جاتا تھا جس  
 کی دھاک تمام گاؤں میں چھوٹی تھی۔ لیکن فضل اللہ نے اس

کو بھی ایک مقدس کی گتھی میں اُٹھا کر اس کے دُعا کو ایک ہی دھچکے  
 میں گرا دیا۔ تبھی سے گاؤں کے بڑے بڑے زمیندار بھی فضل اللہ  
 سے اُنکھ ملاتے گھبراتے تھے۔

گاؤں کے تمام کسان فضل اللہ کی اُنکھ کے اشارے پر ناچتے  
 تھے۔ جب کھیتی باڑی کا وقت آتا تو بہت سے کسان ان کے پاس اسٹل  
 آتے۔ وہ ایک بیش قیمت یار قندی غالیچے پر اُنکھ میں بیٹھ جاتے۔  
 چلم کی نئے منہ میں ہوتی اور کسانوں کو کام کے متعلق ہدایتیں دیا کرتے  
 تھے۔ گاؤں کی غزنی سمت میں بھی ان کی زمین تھی۔ شمال کی طرف  
 بھی دریا کے ساتھ ساتھ ان کے گدام اور جو کے کھیت پھیلتے ہوئے  
 تھے اور جنوبی حد پر بھی ایک چھوٹا سا مکان ان کی ملکیت میں آیا تھا  
 جس کے ساتھ نیم دائرے کی صورت میں ایک باغیچہ بھی ملتی تھا جس  
 میں سیب اور خوبانوں کے پوند شدہ درخت کھڑے تھے۔

جب انسان روپے کی فکر سے آزاد ہوتا ہے تو دوسری کوئی نہ  
 کوئی فکر ضرور دامن گیر ہو جاتی ہے۔ یہ فکر عزت و شہرت کی فکر ہوتی  
 ہے۔ اثر و اقتدار کی فکر ہوتی ہے۔ یہی فکر فضل اللہ کے دل میں  
 بھی جاگ اُٹھی۔ وہ گاؤں کے معتدربڑا بننا چاہتے تھے۔

اسی دوران میں ملک کو آزادی ملی۔ دُور افتادہ اور چھوٹے  
 چھوٹے گاؤں میں آزادی کی لہر دھیرے سے صبح کی ہوا کے ایک  
 جھونکے کی طرح آئی۔ جاگیرداروں، زرداروں اور زمینداروں کے خلاف  
 ایک دہائی کی گتھی اُٹھ گئی۔ اس سے بہتر موقع فضل اللہ  
 کے لئے اور کیا ہو سکتا تھا۔ لیڈر بننے سے ان کے دو مطلب حل ہوتے  
 تھے۔ ایک تو وہ اپنے حاصل کئے ہوئے دُعا اور امارت کو بحال  
 رکھ سکتے تھے اور دُعا حاصل کرنے کے لئے نیک نامی پا  
 سکتے تھے۔ اقتدار حاصل کرنے کے لئے لوگوں کا اعتماد حاصل کرنا  
 ضروری تھا۔ لیکن فضل اللہ نے کئی روٹی نہیں کھائی تھی۔ وہ اچھی  
 طرح جانتے تھے کہ لوگوں کا اعتماد کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے۔  
 ایک دن انھوں نے اپنے گھر بہت سا حلوا تیار کیا اور تمام کسانوں



کو مدعو کیا۔ تمام کسان سمجھے کہ ان کے گھر کے انگن میں جمع ہو گئے۔ انگوٹوں کے دونوں طرف سفید پتھروں کے دو گولے لگے تھے۔ کسان بے چارے جہاں تھے کہ فضل اللہ کو وہ آج کیسے یاد آئے۔ ان کے دل اُمید بہیم کے درمیان ڈول رہے تھے کہ ایک برے عقلا میں حلوہ اور باقر خاں بااثر آئیں اور اس کے پیچھے فضل اللہ کا مسکراتا ہوا چہرہ نمودار ہوا۔ تمام کسان ان کے احوال میں گھر سے ہو گئے۔ لیکن فضل اللہ نے انتہائی خلصانہ انداز میں ان کو ہٹا کر سب کو بٹھایا اور خود ہی کسانوں میں حلوہ بانٹتے لگے۔ جو دو دو باقر خانیوں کے بیچ میں رکھا ہوا تھا۔ جب سب لوگ حلوہ کھا چکے تو فضل اللہ نے مسکراتے ہوئے کسانوں سے کہا،

”وہ تو ٹھیک ہے۔“ فضل اللہ نے بات کا ٹکڑا انتہائی ہمدردی کے لہجے میں کہا۔ ”لیکن یہ آٹھ سال کام نہیں ہے ذمہ دار کا کام ہے۔“

” حضور ہمارے مافیٰ پاپ ہیں۔ اگر حضور ہماری خاطر اس ذمہ داری کو نہ سنبھالیں گے تو پھر کون سنبھالے گا۔“ او بیدیا اور دو کسانوں نے ناخود جوتے ہوئے کہا اور تمام کسانوں نے ان کی بات میں ہاں ملائی۔

فضل اللہ کچھ دیر تک خاموش رہے اور پھر اچانک  
پہرے پر مہنوعی سوچ کے آثار پیدا کرتے ہوئے بولے۔ "اچھا  
جب آپ سب کی یہی مرضی ہے تو میں کیا عذر کر سکتا ہوں لیکن"  
یہ کہہ کر فضل اللہ ایک لمحہ کے لئے رُک گئے اور پھر بول گویا ہوئے:  
— "اچھا آپ اس وقت اپنے گھروں کو جا سکتے ہیں۔ کل  
سوچ کر میں جواب دوں گا۔"

کھانہ نے اطمینان کی ایک بگڑی سانس لی۔ فاضل اللہ  
کے بیڑے بٹنے پروردہ مطلق خوش نہیں تھے۔ لیکن انھیں خوشی  
اس بات کی تھی کہ بیڑے بٹنے کے بعد وہ فاضل اللہ کی ستم رانیوں سے  
برج چاہیں گے۔

سبھی کان فضل اللہ کے بڑے دروازے سے نکل کر منتشر ہو گئے اور اپنے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گئے عرف اور بیلا راور دو بڑھے کان فضل اللہ کی باتوں پر بے بسی اور جاسمی رنگ چہرے پر رکھے یہاں تک کہ کائنات پر ظلمت کی کالی چادر نین گئی۔

اب فضل اللہ اپنے گاؤں کے سب سے متمول زمیندار  
 ہی نہیں تھے بلکہ سب سے بارسورخ ایڈلر بھی اسے جانتے گئے۔ اچھن  
 پڑن ویر صاحب نے گاؤں کا ویرہ کیا تو کوئی نہ متفقہ طور پر

"بھائیو! آپ کو آج میں نے اس لئے بلا یا ہے کہ آپ کو آزادی کی خوشخبری سناؤں۔ گورے بھاگ گئے ہیں اور ہمسارا ملک آزاد ہو گیا ہے۔ آزادی دنیا کی سید سے بڑی نعمت ہے...  
..... اس آزادی کا برا مقصد یہ ہے کہ ہم آرام و راحت سے اپنی زندگی بسر کر سکیں اس کے لئے بہت سی چیزوں کی ضرورت ہے ..... ہمارے شہر سے گاؤں جاتے والا راستہ بالکل کچا ہے ۔ اس کو چمٹا دینا ہے ..... ہمارے گاؤں میں بہت سی زمینیں بے کار پڑی ہیں ان میں کاشت کاری کا انتظام کرانا ہے ..... سود خوری زوروں پر ہے ۔ اس کا .. . ہمارے بدن پروانی کنٹرول سے کپڑے ہیں ان کے بدلے میں ..... ہم ٹوتا جھولا دکھاکر گذربسر کرتے ہیں گیون نہ ہم کو ..... ان سوییا باتوں کے لئے ہمیں بڑی सरकार سے لڑنا ہے جس کے لئے ہمیں ایک مخلص آدمی کی ضرورت ہے جو ہماری آواز کو بڑی সরকার تک پہنچائے ..... زمانہ بیتے کوئی اس کام کے لئے موزوں ہو سکتا نہیں ہے تیرے کسی فضل اللہ والے نگاہوں سے کہتاں کو روک پیچنے لگے ۔ حق تو یہ ہے کہ نیک عبادتی چاہتی رہی ۔ پھر ایسا کیا کہ گاؤں کے سردار او بیلا



فصل اللہ کو اپنا میرا علیٰ مختلف کیا اور ان کے کچھ لگو بیٹے یا بیٹی میر  
نامزد ہوئے۔ لیڈر بننے کے بعد فضل اللہ کی آمدنی کی ساری راہیں  
مسدود ہو گئیں کیونکہ انھوں نے کئی دفعہ لکچر جھاڑے تھے جن میں  
سود خوری وغیرہ کی پروا نہ تھی۔ کسانوں نے ان کے لکچروں  
کو بہت سراہا، انھیں پھولوں کے جگڑے اور ملائیں پہنائیں۔ ان  
کے اعزاز میں ہاؤس نکالے اور جلے کئے اور فضل اللہ مذہب یاد  
کے گھر سے بھی بلند کئے۔ لیکن فضل اللہ اس اپنی دیوار کو ڈھانا  
بھی نہیں چاہتے تھے جس پر ان کی مارت لکھڑی تھی۔ سود تو وہ  
اب لے نہیں سکتے تھے لیکن اس کی کوپرا کرنے کے لئے انھوں نے  
قانون کی گتھیاں اپنے ہاتھ میں لیں۔ وہ اپنے گاؤں کے  
محکمہ دہانہ اول بن گئے جب کبھی دو آدمیوں کے درمیان جھگڑا  
ہوتا وہ بیچ میں پڑ جاتے اس طرح ان کا کچھ نہ کچھ بن جاتا تھا۔  
انھوں نے چندہ جیسی اہم چیز کا بھی سہارا لیتا شروع کیا  
وہ کہتے تھے :

" پانی کے چڑھاؤ سے تیار شدہ لوگوں کی امداد کے لئے  
سرکار سے امداد مانگتی ہے اس کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے  
لہذا چندہ دیجئے۔

بھیل دیوں نے ناک میں دم کر رکھا ہے اس کے لئے ہندوق  
حاصل کرنی ہے چندہ دیجئے۔

چاول کی سپلائی کرانے کے لئے حکومت کو تاریں کھڑکھڑاتا  
ہے۔ چندہ دیجئے۔

پلی کی مرمت کے لئے حکومت کو یاد دہانی کرانا ہے۔ چندہ دیجئے  
ذریعہ صاحب ذکر اسنے کے لئے گاؤں میں آرہے ہیں  
ان کے لئے دعوت کا انتظام کرنا ہے۔ لہذا چندہ دیجئے۔

چندہ ! چندہ !! چندہ !!! لیکن نہ تو سیلاب زدگان کو  
امداد ملی اور نہ بھیل دیوں سے بچاؤ کے لئے ہندوق کا انتظام ہوا  
لہذا چاول آیا۔ لیکن وہ بھی بھوسہ والا تھا کھاتے نہ تھے۔

اور وزیر صاحب نے ضیافت کھائی۔ لوگوں کے دکھڑے  
سے اور واپس چلے گئے۔

جب کبھی کسی نے چندہ دینے میں ہچکچاہٹ دکھائی تو  
فضل اللہ جھٹکتے تھے۔ آپ آج یہ قربانیاں دے رہے ہیں ان  
کا پھل آپ کو بہت جلدی ملے گا۔ لیکن آپ کو میرا درشناختی سے  
کام لیتا چاہیئے۔ میرا پھل سٹیٹا ہوتا ہے۔ کھیت میں بیج بوئے ہی  
اتاج نہیں ملتا ہے بلکہ محنت کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہی حال اس کا بھی  
ہے۔ آج آپ جو یہ فساد پانی دے رہے ہیں وہ ایک دن ضرور رنگ  
لائے گی۔"

انہی دنوں کی بات ہے۔ گاؤں کا ایک نوجوان اسم پڑھ  
لکھ کر گاؤں کے مڈل سکول میں مدرس بن کر آیا۔ اسم کا یہ اپنا گاؤں  
تھا۔ اس میں اس نے اپنا بچپن گزارا تھا، اس کا ٹھکانہ بانی پسیا تھا۔  
اس کے درختوں کی گتھی چھاؤں میں بسیرا کیا تھا اس لئے جو بچے بچلے  
کسانوں پر ہونے والے مظالم کے واقعات اس کے میز پر تازہ تھے۔

گاؤں میں پہنچتے ہی اسم نے کسانوں میں اپنے بچوں کو  
سکول بھیجے کا جذبہ اُجھارتے کیسے ایک تحریک چلائی۔ اس کی  
عادت تھی کہ وہ امدادی کی نعمتوں اور حکومت کے ترقیاتی منصوبوں کے  
متعلق لوگوں کو گھنٹوں باتیں سناتا تھا اور سود خوری اور زراعت  
سے بچنے کے لئے اچھی اچھی ہدایاں دیا کرتا تھا۔ لوگ حیرت اور خوشی  
سے اس کی باتیں سنا کرتے تھے۔ تھوڑے ہی دنوں میں اسم کی عزت  
سب کے دل میں گھر گئی۔ لیکن فضل اللہ کے لئے یہ مرحلہ انتہائی  
نازک تھا انھیں برسوں کی حاصل کی ہوئی ساکھ قدموں تلے سرکتی  
ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ اسم کو اپنے ہاتھ میں لاسنے کی کوشش نہ کرتے  
لیکن اسم پر ان کا جادو نہیں چل سکتا۔ لیکن فضل اللہ بھی پڑانے  
گھاگتھے۔ انھوں نے اپنے مہتمم آدمی اسم کے ارد گرد رکھ دئے۔  
تاکہ وہ اس کی سرگرمیوں کی دیکھ بھال کریں اور فضل اللہ کو اس کی  
براہم اطلاع ملتی رہے۔





## کشمیر میں بدھ مت

بھارت کے تہذیبی ارتقاء میں جو صد زمانہ سلف سے اہل کشمیر نے ادا کیا ہے۔ تواریخ کے اوراق ان باعث فخر کارناموں سے لبریز ہیں۔ لیکن پھر اہل کشمیر کی ان گزراں بہا سرگرمیوں کو اجاگر کرنے اور آزاد بھارت کے آزاد لوگوں تک پہنچانے کے لئے کافی تحقیق و تدقیق کی ضرورت باقی ہے۔ اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کی طرف شری جانتی ناقد گنہ دار اور شری پریم ناقد گنہ دار کی پہلی کوشش قابلِ تعریف ہے کہ انہوں نے کشمیر و لڈاخ میں بدھ مت کی تواریخ پر ایک جانت کتاب (BUDHISM IN KASHMIR & LADAKH) شائع کر دی ہے جو کشمیر میں بودھ دھرم کے عروج و زوال پر ایک بصیرت افروز تصنیف ہے۔ اس مضمون میں گنہ دار صاحب نے اسی موضوع پر فلم اٹھایا ہے۔ (ایڈیٹر) کشمیر ایک ایسا خطہ ارض ہے جس کی شہرت چہار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ دستِ قدرت نے وادی کشمیر کے حُن کو اُن تمام دل فریبیوں سے متوازا ہے۔ جو انسان کے خیال کی پروردہ ہیں اور لطفِ یہ کہ آدم زاد نے بھی فیاضانہ انداز سے حُن کشمیر کی مدح سرائی کی ہے۔

کاشمیر کا گہوارہ رہا ہے جس کی وجہ سے وادی کو شہرتِ عالم حاصل تھی۔ یہ بھی بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ بودھ دھرم کے پرچار کی تاریخ میں فردوسِ ارض کو ایک اہم ترین اودا اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ عام طور سے یہ بات اب بھی لوگوں کو معلوم نہیں کہ عہدِ رفتہ میں کشمیر کو بدھ مت کی آماجگاہ کے طور پر وہ مقام شہرت ملا تھا کہ پڑوسی ملکوں کے عالم جب تک وادی کشمیر کے فاضل و باکمال استادوں سے تحصیلِ علم نہ کرتے اُن کی تعلیم اور صوری مافی جاتی تھی۔ یعنی یہ بات بھی کم ہی لوگ جانتے ہیں کہ کشمیری بودھ بھکشوؤں اور عالموں نے بے پناہ خطرات کا سامنا کیا ہے کہ اپنی جان تک جو کھم میں ڈالی مگر لڈاخ و گلگت کے سرحدی علاقوں اور وسط ایشیا کے کاشغیر یا رتن اور حُن تک جہاں تا بدھ کا پیغام پہنچایا۔ اتنا ہی نہیں کشمیر کے یہ بودھ پرچارک بصرِ ہندوستان کے حدود کو پھیلاؤنگ کر چلے۔ تبت، لڈاخ اور انڈونیشیا تک بھی جا پہنچے۔

آج کل جب کہ سلسلہٴ رسل و رسائل میں ہیرت انگیز ترقی ہوئی ہے اور سفرِ آسمان بن گیا ہے۔ ہر سال تقریباً ۱۰ ہزار سیاح کشمیر آتے ہیں اور یہاں کے دلکش قدرتی مناظر اور سازگار آب و ہوا سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ لیکن عہدِ قدیم میں کشمیر کی سیاحت مشکل ہی نہیں خطرناک بھی تھی۔ سیر کشمیر ان ایام میں ایک ایسی عشرتِ تمور کی جاتی تھی جس کا استفادہ مشکل تمام حکمران وقت اور اُن کے رباری ہمارے تھے اُن ہی توں بولتے تھے وادی حُن کی رعایتوں سے لطف اندوز ہونے کے علاوہ کسی اور غرض سے یہاں کی دشوار گزاریاں عبور کرنے پر مائل ہوتے۔ اُن کے لئے نسبتاً زبردست کشتش کی ضرورت تھی تو شِ قسمتی سے یہ کشتش موجود تھی اور وہ تھی علم و دھرم (دینیات) کے لئے خواہش مندوں کی لگن خاص کر بدھ دھرم کی کشتش۔

بدھ مت سے وہ مصدقہ تاریخ معلوم نہیں ہو سکی ہے۔ جب سے وادی کشمیر میں بدھ مت کا آغاز ہوا۔ اس وجہ سے عہدِ جدید کے کئی مورخوں نے یہ رائے ظاہر کرنے میں غلطی کی ہے کہ کشمیر میں بدھ مت کا آغاز شہنشاہ اشوک کے عہدِ حکومت میں ہوا۔ حالانکہ یہ مفروضہ صحیح نہیں ہے۔ کیوں کہ اشوک اعظم سے بہت پہلے وادی تک بدھ کا پیغام پہنچ چکا تھا۔ خود شہنشاہ اشوک کے زمانے میں بھی کشمیر واداری اور فرارخ ولی کے لئے مشہور عالم تھا۔ چنانچہ عہدِ اشوک ابتداء میں جب

بدھ مت کے ظہور کو ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ کشمیر بودھ علوم کا ایک اہم مرکز بن گیا۔ اس سے دُور نزدیک کے مگیا سو (گیان دھیان کے خواہش مند) یہاں کھینچے چلے آئے۔ لیکن عصرِ حاضر میں اس بات سے بہت کم لوگ واقف ہیں کہ کشمیر کبھی بودھ علم و فلسفہ



کئی بودھ جھکشو شہنشاہ سے اختلاف ہو جانے کے باعث مگدھ سے  
جھاگ گئے تو انھوں نے وادی میں ہی جا کر پناہ لی۔

کہا جاتا ہے کہ اشوک اعظم نے کشمیر اور گاندھار کے علاقے  
میں مدھیاننک کو بادھ دھرم کے پرچار کے لئے تعینات کیا اور  
بودھ گرنھوں میں یہ تذکرہ آتا ہے کہ مدھیاننک اور ان کے ۵ مو  
جھکشو ساتھی اس خطے میں ۳۰ سال مقیم رہے۔ مدھیاننک کے  
بارے میں کہا جاتا ہے کہ کشمیر آئے پر انھیں بارہ بودھ دھارے  
ان میں سے کچھ دھارنفاہی حکمران راجہ سریندر کے عہد میں تعمیر کئے  
گئے تھے جو مہانما بدھ کے بعد اشوک سے کچھ عرصہ قبل ہو گئے ہیں  
کشمیر کے ممتاز موزن کلہن کا یہ بیان غیر مبہم ہے کہ راجہ  
سریندر نے دو دھار تعمیر کرائے تھے۔ ان میں سے ایک سورس کے  
مقام پر بنوایا گیا۔ یہ جگہ آج کل سوہر کہلاتی ہے جو جھیل آتچا پر  
سری نگر کے شمالی میں واقع ایک گاؤں ہے۔ دوسرا دھار دودول  
کے علاقے کے آس پاس سورس کے مقام پر واقع تھا۔ یہ آج کل  
جھیل کرگل کے متصل سوڈر کے نام سے موسوم ہے۔ اسی سے یہ  
بھی پتہ چلتا ہے کہ بدھ دھرم کو جھیل کی حدود سے پرے پھیل  
چکا تھا۔

معلوم ہوتا ہے راجہ سریندر کو بدھ دھرم پر اتنا اعتقاد تھا  
کہ ساری عمر انھوں نے عالم تجرد میں گزاری۔ اس لئے ان کے بعد کشمیر  
کی راج گدی ایک اور خاندان کو نصیب ہوئی۔ اسی خاندان کی چار  
پشتوں کے راجہ کے بعد کشمیر پر اشوک اعظم کا تسلط قائم ہوا۔

جہانت کے دیگر علاقوں کی طرح کشمیر میں بھی بدھ مت کا فروغ  
عہد اشوک کا دہین منت ہے۔ یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ کشمیر میں بدھ دھرم  
کے پرچار کے لئے اشوک نے مدھیاننک کو مامور کیا تھا۔ ان کے بعد  
شہنشاہ پرفنس انیس کشمیر تریف لائے اور یہاں پر انھوں نے متعدد  
مذہب اور دھار تعمیر کرائے۔ شہد چینی سیانگ یوان جو انگ ان کی تعداد  
۵ سو بتاتے ہیں۔ عہد اشوک کے کچھ سنو پ راتوں میں عیسیٰ

نک قائم تھے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب یوان جو انگ کشمیر آئے۔ ان کا  
بیان ہے کہ ان میں چار سنو پول میں مہانما بدھ کے مقدس آثار  
رکھے گئے تھے۔

کلہن پنڈت نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ اشوک نے  
مذہبی عمارتیں تعمیر کرائیں۔ ان کا بیان ہے کہ موریہ شہنشاہ نے شری نگر  
میں کئی دھار اور سنو پ بنوائے۔ شری نگر عہد اشوک میں کشمیر کی  
راجدھانی تھی۔ آج کل یہ جگہ سری نگر کے جنوب مشرق میں پانڈینٹھن  
کے نام سے موسوم ہے۔ اور بھی کئی جگہوں پر اشوک نے بودھ دار  
اور کچھ شومندر تعمیر کرائے۔

اشوک کی رحلت کے بعد بدھ مت شامی سرپرستی سے  
محروم رہ گیا لیکن کشان عہد حکومت میں بدھ دھرم پر ایک بار عروج  
پرایا۔ چنانچہ کشاکش کے زمانے میں جو پوتھی بودھ دھار سمجھا بلاتی  
گئی وہ کشمیر ہی میں غالباً ہرون کے مقام پر مشق کی گئی۔ اس دھار  
میں شرکت کرنے کے لئے ملک کے مختلف حصوں سے ممتاز ترین  
بودھ عالم اور جھکشو کشمیر آئے۔ جن کے باعث کشمیر اس وقت  
سے بودھ علم و تمدن کا ایک اہم ترین مرکز بن گیا۔

پوتھی بودھ دھار سمجھا چھ جینے جاری رہی۔ اس میں ۵۰۰  
ارہت، ۵۰۰ لادھی ستوا اور ۵۰ عالم شامل ہوئے۔ دھار سمجھا میں  
گوترا رہنے اور اہمیدھرم کی از سر نو ترتیب دی گئی اور دھار سمجھا نا  
سے ان بودھ گرنھوں کی تفسیر مرتب کی گئی۔ مذہب کے نامی شاعر  
اور ڈرامہ نویس اشوگوش خاص طور پر کشمیر دعوئے گئے۔ تاکہ وہ  
دھار نا کو موزوں ادبی انداز میں ترتیب دے سکیں۔ اشوگوش نے  
کئی سال کشمیر میں قیام کیا۔

کشاکش کے جانشین ہشتاک ہشتاک اور کشاکش نے بالترتیب  
ہشتاک پورا ہشتاک پورا اور کشاکش پور کے تین قصبوں کی بنیاد لی جو  
آج کل اشکور، زوکور اور کین پور کے مقامات سے موسوم ہیں۔ ان  
میں سے زوکور نام کا گاؤں سری نگر کے شمالی میں واقع ہے جب کہ

باقی دو گاؤں بارہولہ کے متعلق ہیں۔ کٹن جگہوں نے ان اور دیگر کئی مقاموں پر بودھوں کو ہار ستوپ اور چٹتیا تعمیر کرائے۔

خانہ ان کٹن کے آخری دور کو کثیر میں بدھ مت کے سہری دور سے موسوم کیا جاسکتا ہے۔ اس زمانے میں بدھ دھرم کو یہاں کافی عروج ملا اور حکومت کے معاملوں میں بودھوں کی بالادستی رہی جید و ممتاز بودھ فلسفی ناگرجن اسی عہد میں کثیر آکر رہے۔ ان کے بارے میں کہن کا بیان ہے کہ فی الواقع وہ سرزمین کثیر کے واحد حکمران اعلیٰ تھے۔ کثیر کے ودوان برہمنوں کو انھوں نے شاسترا تھوں (مذہبی مناظروں) میں ہرایا جس کی بدولت وادی میں بدھ دھرم کو عوام میں مقبولیت حاصل ہوئی۔

مگر یہ صورت حال زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی۔ راجا اجمین کے عہد حکومت میں یکے بعد دیگرے کئی شدید ترین جاڑے آئے جن کے باعث کئی بودھ بھکشو موت کا شکار ہوئے۔ بیشتر بھکشو سڑی کی شدت کے باعث وادی سے نکل آئے۔ اس سے کثیر میں برہمنوں کو دھائی طرز عبادت پھر سے رائج کرنے کا موقع ملا۔ ہاتھ آیا اور ناگ دیوتاؤں کو پڑھاوا پڑھانے کی رسومات پھر جاری ہو گئیں۔

شاہ نر کے زمانے میں کثیر میں بودھوں پر برے دن آئے اس عہد کی راجدھانی بیچ ہبادہ کے متصل کہیں واقع تھی۔ نر ایک بد حکمران تھا۔ جسے رعیت کے جذبات اور تنگ و ناموس کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ شاہ نر کا وہ عمل تھا کہ ایک بودھ بھکشو راجہ کی محبوبہ کو ایک بار بھیسلا کر لے بھاگا۔ اس سے بودھ منکھ راجہ کے غیض و غضب کا نشانہ بنا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سے بودھوں کو ہار اور مذہبی عمارتیں مسمار کر دی گئیں چھٹی صدی عیسوی میں بھی ہن حکمران ہر کی کے دور حکومت میں کثیر کے بودھوں کو بے حد ذہانت اٹھانا پڑی۔

ہر کی کے بعد جب میگھ واسن کثیر کے حکمران بنے تو بدھ مت کو پھر عروج کا موقع ملا۔ میگھ واسن کٹر بودھ تھا۔ انھوں نے پرتھو پرتھو کے ماتے اور گوشت کے استعمال پر پابندی لگادی۔ کہن

کا بیان ہے کہ اس امتناعی حکم کو ہم گہ بنانے کے لئے کثیر اس رحمدل حکمران نے ایک دلوگے یا ترائی بھی کی۔ روایت ہے کہ فتوحات کی اس ہم میں میگھ واسن نے لٹکا کے حکمران و بھیشن تک کو ملین کر لیا۔ لیکن یہ دعویٰ مبالغہ آمیز ہے اور کوئی ثبوت اس دعویٰ کی تصدیق نہیں کرتا۔ ایک چٹتیا بودھ کے شایان شان میگھ واسن نے ان لوگوں کو روزگار کی سہیل ہم کرائی جو جانوروں کے ذریعہ پابندی لگائے جانے سے بے روزگار ہوئے تھے۔ چنانچہ جو قصائی اور پھیری والے بے کار ہوئے تھے انھیں مالی امداد دی گئی یا عوضی کاروبار مہیا کئے گئے۔

دور میگھ واسن کئی بودھ تعمیرات کے لئے مشہور ہے۔ تو ذرا چرچہ کرنے والے تعمیر کرائے اور ایک تبلیغی ادارے (دھرم ودیا لیم) کی بنیاد لی ان کی رانیاں شوہر سے بھی بڑھ گئیں۔ چنانچہ ان کی بیٹی رانی امر پریا نے سری نگر کے قریب امرت بھون و ہار قائم کرایا۔ امرت پریا آسام کی ایک شاہزادی تھی۔ امرت بھون و ہار کے نام پر ورنار ناگ کے پاس اب ایک محلہ باقی رہ گیا ہے جسے آنتہ بھون کہتے ہیں۔ میگھ واسن کی اور رانیوں نے بھی متعدد و ہار اور ستوپ بنوائے۔ ان میں سے ایک و ہار ایسا تھا جس میں کنوارے اور شادی شدہ بودھ بھکشو کی رہائش کے مقول انتظام تھا۔

میگھ واسن کے بعد بدھ دھرم کثیر میں شاہی سرپرستی سے پھر محروم ہو گیا۔ لیکن اس بات کا کوئی تحریری ثبوت نہیں ملتا کہ اس کے بعد یہاں بودھوں کے ساتھ کوئی ظلم واد رکھا گیا یا کوئی امتیاز پڑتا گیا۔ بلکہ یہ ہے کہ میگھ واسن کے جانشینوں کی حکمرانی میں کئی بودھ یادگاریں قائم کی گئیں۔ مثلاً پرور سین کے عہد میں مشہور زمانہ جیندار تعمیر کیا گیا۔ پرور سین موجودہ سری نگر کے باقی ہوئے ہیں۔ ان کی حکومت چھٹی صدی عیسوی کے آخر میں رہی ہے۔ جیندار و ہار میں جینی سیاح یوان چوانگ نے کثیر آکر قیام کیا۔ معلوم ہوتا ہے یہ عالی شان و ہار پرور سین کے ماموں جیندار نے تعمیر کرایا تھا۔ سری نگر کی جامع مسجد کے متصل کہیں بنایا گیا تھا۔

(باقی دارد)



## دور حاضر کے کشمیری نقاش

”ناج بھارت کا آباد ہوا کشمیر قدیم زمانے سے ہی متنوع تمدنی اور فنی روایتوں کا گودارہ رہا ہے۔ حال کی آغوش میں بڑھی پٹی اس وادی کی سیاسی تواریخ نے اگرچہ بہت سے فشیب و فراز دیکھے، مگر ایک انقلابوں کا سامنا کیا۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر نئی تباہی اور سرخ انقلاب نے کشمیر کی ان تمدنی اور فنی روایتوں کو ایک نئی توانائی اور ایک نئی شگفتگی عطا کی۔

زمانہ قدیم میں کشمیر کی پُر فضا وادی ویدک عہد کے رشیوں کا مسکن بن گئی۔ جہاں یہ رشی گرو و پیش کے بشارت افروز حسن جمال سے متاثر ہو کر قدرت کے سرستہ راز کھولنے اور کائنات کی گہرائیوں میں اتر کر حقیقی و صافقت کی کھوج لگانے میں مصروف رہے۔ زمانہ شجاعت میں وادی کشمیر علم و دانش کی پوئینہ بھومی بن گئی۔ اور اس سرچشمہ علم و دانش سے اپنے علم کی پیاس بجھانے کے لیے چین تبت اور وسط ایشیا تک سے طالب علم یہاں آتے رہے۔ وسطی زمانے میں شاہان مغل نے کشمیر کو فردوسِ بریں کے اسلامی ثقافت کی تعمیر بنایا۔ اور اس نونوش نما وادی کے حسن و جمال سے متاثر ہو کر شہنشاہ جہانگیر کو یہ شعر کہنے کی انگیت ہوئی۔

اگر فردوسِ برروئے زمین است ہمیں سنہ دہر است و ہمیں است اسی وطنِ اہلِ فرہنگ نے کشمیر کو سارے براعظم ایشیا کا بہترین عشرت گاہ قرار دیا۔

شخصی حکومت سے آزاد ہوتے ہی کشمیر نے پھر ایک نگرانی

لی۔ اور ریاست کی اقتصادنی تعمیر نو کے ساتھ ہی ساتھ کشمیری تمدن آئینہ کا دور بھی شروع ہو گیا۔

وادی کشمیر کی سنگلاخ سرزمین لیکن حسین مناظر نے اس خطہ کے باشندوں کو جہانی رعنائیت کے ساتھ ہی ساتھ حساس ذہنی توانائی کی دولت سے بھی مالا مال کر رکھا ہے۔ ہندوستان کی تواریخ جگہ جگہ اہل کشمیر کے اُس شان دار رول کی شہادت پیش کرتی ہے۔ جو انھوں نے ہندوستان کے تمدنی ورثے کو پر شکوکت بنانے۔ ہندوستان کی عالم یا خصوص اس کے کسب و فن کو بام عروج پر پہنچانے میں ادا کیا ہے۔ جس کسب و فن کی شہرت ولادت مسیح سے قبل مصر۔ یونان اور روم تک پھیل گئی تھی۔

کشمیر کے مصوروں اور نقاشوں نے چارویں یعنی دیواروں پر نقش و نگار کرنے کے فن میں ایک خاص اور اچھا سلاطین پر سٹے کار لایا۔ جس کے نمونے۔ کم ہی ہوتے۔ لیکن آج بھی سری نگر اور جموں کے محلوں، پڑائی عمارتوں اور مندروں کی دیواروں کو مزین کر رہے ہیں۔ محلوں کے عہد میں کشمیری مصوروں نے چھوٹے کونیس پر تصویریں بنائیں اور کتابوں کے قلمی نسخوں کے حاشیوں کو نقش و نگار سے مزین کرنے میں ایک خاص اسٹائل اپنایا جو اب پیرمش کے نام سے مشہور ہوا۔ اور جس کو آؤ کشمیر کے عجائب گھر اور سری نگر کی ریسرچ لائبریری میں آؤ نا ہوتے ہیں۔ تواریخ اس بات کی شہادت بھی پیش کرتی ہے۔ کہ کشمیری مصور بادشاہوں کے درباروں میں ہی اپنے لیے خاصے عہدوں پر مامور ہوتے اور

نرمسٹوری میں جو مکتب خیال مغل سکول کے نام سے معروف ہے اس کی نشوونما پر کثیر موصوفوں کا بہت اثر پڑا۔

مکتبہ میں کثیر کارکن رہا جس کے کسب و فن کو بڑھاوا دینے کی غرض سے سری نگر میں ایک ٹیکنیکل سکول قائم کر لیا اور اس ادارے کو منظم و کامیاب بنانے کے لئے ایک قابل برطانوی ماہر فن شری انیڈیو کی خدمات حاصل کر لی گئیں۔ شری انیڈیو نے دیکھا کہ وہاں کے پیراس اعداد کو پھلانے کے لئے ہر گھل کے مشہور آرٹسٹ شری جے۔ سی گریجویٹ مامور ہوئے۔ امرنگ ٹیکنیکل سکول سے جن طلباء نے تربیت حاصل کی۔ ان میں سے اکثر لوگ ریاست کے مدرسوں میں ٹرائنگ کی ورس وندریس کے لئے بھرتی ہو گئے۔

### فن منظر کشی

شری دینا ناتھ ولی نے جنھوں نے فن منظر کشی میں کافی کام پایا ہے۔ اسی ٹیکنیکل سکول میں ابتدائی ٹریننگ حاصل کر لی۔ ولی مشاہیر میں سری نگر کے ایک سفید پوش گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابھی دو ہی سال کے تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ لیکن آفتابی فلاکت اور تنگ دستی کے باوجود ولی کی والدہ نے اپنے چشم چراغ کی پڑھائی کا سلسلہ قائم رکھ لیا۔ اور ولی نے بول توں کر کے انٹرنش ٹیک تعلیم حاصل کر لی۔ طالب علمی ہی کے زمانے میں مدرسے کے آرٹس پتھر نے ولی کی تخی صلاحیتوں کو بھانپ لیا اور اسے امرنگ ٹیکنیکل سکول میں داخل کر دیا۔ جہاں ولی نے فن مصوری کی تربیت اعزاز کے ساتھ مکمل کر لی لیکن مصوری کی تربیت مکمل کر لینے کے بعد خانگی حالات نے ولی کو ایک مقامی قالیں باف ٹیکری میں ملازمت قبول کرنے پر مجبور کیا۔ یہاں ہی ولی کی فنی قابلیتیں دب نہ سکیں بلکہ وہ اس کارخانے میں قالیوں کے نئے نئے ڈیزائن اور عمدہ سے عمدہ نمونے بنانے کے شعبے میں مصروف رہا۔ لیکن اس سے ولی کو تسکین نہیں ہو سکی۔ چنانچہ وہ کثیر سے بھاگ کھڑے ہوئے اور کلکتہ میں جا کر دم لیا۔ جہاں وہ مدین ٹیڈرس میں بیڑ بھرتی ہو گئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ولی چاباک دستی کے ساتھ

اپنے موقلم سے نقش و نگار کے گل بوٹے کھلانے لگا۔ حتیٰ کہ مسٹر میں وہ پتھر کے ایک ماہر عکاس اور تجربہ کار نقاش کی حیثیت میں واپس کثیر لوگ کثیر کے دل قریب قریب متاثر نے ولی کی صلاحیتوں میں ایک نگار سپاہی کر دیا اور وہ پورے انہماک کے ساتھ وادی کے حسین مناظر کو اپنے کڑیوں پر اتارنے کے کام میں جوش گیا۔ اب اس کی تصویریں جوں و کثیر کی سرکاری نمائش میں بھی باقاعدگی کے ساتھ نمائش کے لئے رکھی جاتی تھیں۔

مسٹر میں کثیر سرکار نے ولی کی چاباک دستی کا عملی اعتراف کرتے ہوئے اسے ایک طلائی تمغہ سے نوازا اور مسٹر میں کلکتہ کی فنون لطیفہ کی اکیڈمی نے بھی ولی کو ایک تمغہ عطا کر دیا۔

مناظر قدرت کی نقاشی میں ولی پر عہد حاضر کے برطانوی استادوں کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ولی نے مشرق کی روایتوں میں ہی جکڑا ہوا ہے اور مغرب کی روایتیں ہی اسے باندھ سکی ہیں۔ برطانوی نقاشوں سے اس کے فن کو ایک محض ایک تحریک ملی ہے۔ جس کو ولی کا ذہن رسا کرد و پیش کے دلکش مناظر سے متاثر ہو کر اپنے خاص اسلوب سے اُجاگر کرتا رہا۔ روایتی اسالیب اور بندھے ٹکے اصولوں سے بے نیاز ہو کر ولی میرے پتھر سے اپنا مواد حاصل کرتا ہے اور اپنے ذاتی متاثرے کو پوری آزادی کے ساتھ نقش و رنگ کے پیکرے طار کرتا ہے۔

ولی کو اکثر ایک حقیقت پسند مصور کہا جاتا ہے۔ لیکن اس کی یہ حقیقت پسندی شریعت کی چاشنی سے غاری نہیں۔ مصور ہونے کے ساتھ ہی ساتھ ولی ایک شاعر بھی ہے اور اس پر اکثر ایک جدائی کیفیت غاری رہتی ہے۔ جس کا عکس اس کی تصویروں میں بھی جھلکتا ہے۔ لیکن یہاں بھی ولی افراط و تفریط کا شکار نہیں ہوتے پاتا اور وہ شری دنیا کی مبالغہ آمیزی سے اپنے موقلم کی تخلیقات کو غیر حقیقی نہیں سمجھتا۔ شری دجوان اس کی مصوری کا محض ایک آرائشی تجزیہ کر دیا جاتا ہے۔ جو حقیقت کو زیادہ دیکھ دیکھ بناتے ہیں۔ مگر وہ



## کشمیری دنیا

(صفحہ نمبر آگے)

ریاست کا ہر شہری اپنے آپ کو بھارت کا آزاد خادم سمجھتا ہے اور اُن بلند اصولوں پر جنہیں اس نے اپنا رکھا ہے کاربند ہے۔ قدرت ہر بات میں کشمیر پر نہر بان ہے اور یہی وجہ ہے کہ کشمیر نے اپنے آپ کو تواریخ کے تمام ادوار میں زندگی کی ہر خوبصورت چیز کی حمایت کی ہے جس سے کشمیر کا آرٹ، دستکاریاں اور لٹریچر دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ جناب جنٹی صاحب نے تواریخ کا حوالہ دیتے ہوئے حاضرین کو سمجھایا کہ کشمیری ہمیشہ سیکولر ازم کا پابند رہا ہے اور کبھی بھی مذہبی معاملات پر نہیں لڑا ہے۔ نماز کی اذان اور نکلنے کی آواز ایک سانسو سنائی دیتی ہے۔ فصول نے کہا کہ مجھے فرسے کشمیریوں پر فرقہ وارانہ جنون کا کبھی اثر نہیں ہوا۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان میں ریاست کے ہندو مسلمان اور سکھ سب اپنی جنم بھومی کی حفاظت کے لئے متحہ ہو کر کھڑے ہو گئے اور تواریخی روایات پر قائم رہنے کا ثبوت دیا۔ انھوں نے کشمیر کے مذہن پر روشنی ڈالتے ہوئے کشمیری ہرم ادب کے دو ماہی جریدہ پیموشن کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں اس جریدہ پیموشن کا باقاعدہ مطالعہ کرتا ہوں اس کو قائم رکھنا اور اس کی پوشش دہرورش کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ سٹی کے صدر شہری شکر ہر کو مبارکباد دیتے ہوئے جنٹی صاحب نے کشمیر کی پہلی کڑوہ ہر جگہ جہاں بھی رہیں ہمیشہ بھارت کے دیں مفاد کو مد نظر رکھیں۔

راٹ کو VOICE OF THE VALLEY

دادی بول اٹھی، رقص و سرستی کا یہ پروگرام چوتھی درجہ نگرانی اور ہدایت کاری میں تیار کیا گیا تھا پیش ہوا۔ یہ دادی کشمیر کی ملی جلی تہذیب کا جلتا جاگتا شہکار تھا۔ اس پروگرام میں کشمیری سازوں پر گانے کے علاوہ ہندوستانی گانے بھی پیش کیے گئے۔ جشن میلے کا یہ پروگرام رات کو ۹ بجے ختم ہوا۔

وہ شہر کے پرنسپل سن و جمال کو راجہ دل پر اتار کر اسے اپنے آرٹ کی پہنٹی بھی پختہ کر دیتا ہے اور پھر اپنے انداز سے اس حسن و جمال کو پتر پٹ پر اتار دیتا ہے۔

دن مصدئی کی جس صفت نے ولی کو ایک ممتاز مقام عطا کر دیا ہے۔ وہ اس کی دیدہ زیب منظر کشی ہے جس میں اس کی طبیعت بھی ردائ نظر آتی ہے اور موقع بھی۔ ولی بھر لیگے رنگ استعمال کرنے کے قابل نہیں۔ بلکہ وہ رنگوں کی خوشنما اور دیدہ زیب آمیزش سے ایک جمالی تاثر پیدا کرتا ہے جس پر ایک روحانوی کیف اور دل پذیری کشش چھائی نظر آتی ہے۔ ولی کی تخلیقات میں حقیقت کا فنون معروضات کی کسی آمیزش یا اس حقیقت کے برائیات کو مسخ کرنے کے بغیر لچرلم برقرار رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ولی کی تصویروں کی جو نمائشیں سری نگر، کلکتہ، بمبئی اور دہلی میں ہوئیں اُن میں فن کے شیدا یوں نے ولی کے آرٹ کو بے حد سراہا ہے۔

ولی جس خوش سلیقگی کے ساتھ اپنے رنگوں کا انتخاب کر لیتا ہے وہی شعوری پختگی ولی کی کامیابی کا حقیقی راز کہلایا جا سکتا ہے۔ اس کے موقع کم ہر جنبش ایک نفاست کی حامل ہے جس میں بے جا جھجک کو دخل نہیں اس کے ہاتھ کی ہر جنبش واضح اور نمایاں ہے جو بے تیزی اور ضبط کی کمی کے عیب سے مملو نہیں ہوتی۔

رنگوں کی نفاست کے ساتھ ہی سادہ بویاتیں ولی کی تخلیقات کو قبول نظر بناتی ہیں وہ ہیں فن مصدئی پر فن کار کی قدرت و تہذیب اور روحانی کا کامل احساس اور نقوش بھارت نے اور اُچاگر کرنے کا متوازن و متناسب سلیقہ جو ن لاکر ولی کی تصویروں میں ہم آہنگی اور ہمواری پیدا کر دیتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

## غزل

## غزل

لہسہ کے خود ہی رقص میں ہر جام آگیا

بیزی آنکھوں کی یہ صہبا کبھی ایسی تو نہ تھی

یہ مے کدے میں کون سرِ شام آگیا

دل کی وُسیا تہ و بالا کبھی ایسی تو نہ تھی

مغل میں جب بھی ذکر مے و جام آگیا

چشمے یار میں ہے آج توحسبہ کی کرن

دل کو قسارِ رُوح کو آرام آگیا

یہ چھلکتی ہوئی بینا کبھی ایسی تو نہ تھی

دیکھنا اس نے جانبِ دیو و حرم کبھی

لوریاں دے کے سلطانِ ناک محشرِ غم

جوسے کدے کی راہ میں دو گام آگیا

یہ قیامتِ طرب افزا کبھی ایسی تو نہ تھی

پُرسش کی اب تو کوئی ضرورت نہیں رہی

جامِ ندریں میں ملائے غمِ دل کی تلخی

جب آپا آگئے مجھے آرام آگیا

کتنی بے کیف ہے صہبا کبھی ایسی تو نہ تھی

گرتے نہ انگشتانِ محبت کا ہم مگر

دل بچھا، درد بڑھا، آنکھ میں آنسو آئے

بے ساختہ زباں پہ ترانام آگیا

اُن کے بغیر دردِ محبت مہتی زندگی

صورتِ ضبطِ تن کبھی ایسی تو نہ تھی

وہ آگئے تو رُوح کو آرام آگیا

شعلہ شام سے پیرا ہن گل تک قیصر

بہلا رہا ہوں ساغرِ صہبا سے دل کو عشق

سُرخِ خوںِ تن کبھی ایسی تو نہ تھی

کوئی توجہ و غم میں مے کام آگیا



## ساوئن تہ گایج رن

دیان شہزاد اکھ اوس . تھتھ آس و نان نامر پتی . اتیہ  
اوس اکھ یا پاریار و نان . ناوا اوس دھن و ت . اوس نہ سوکھاہ  
آسن دول . مگر تھو کوٹا اوس نہ کینہ . اودہ موجب اوس سخ غمگین  
لوزان . و دہر اکھ و اوس آسین . پرتھو نا پرتھن زہ لختہ چھو نا کا کھ  
و پائے . دھن و ت و تھس . اودہ میون چھا کا کھ اعراض ا مدعا  
آہر پرتھن انہ ناوہ . تھو کوٹا سوچا سمجھا . تہ و پرتھس . چون گزہ حیہ زہ  
لیکن کرن . و سہ کریمہ چان مہرہ کامن پورہ . و نہ چہ آس نازہ ہونگ  
سرا بنجام لوگ .

ہم کر تھس گیتہ نور تھتھ اوارہ دھن دتھ گھریہ پورنیہ و ن بنچا  
تھتھ . یہ اودہ پرتھ تہ ناوہ رچینہ . ناو کوٹس گہ سین . سیکہ قلمہ  
دلاو زہ مال ہیوت بین ویش پانس سیٹ نیون . تھو کوٹھو جوال  
سپد . مائس بیہ ریہ زہ تھچ کڈہ ہن . نیزہ پتھرہ . ساعتہ چھو بنان  
ہم مال پوتھ چہ اوس زوس واکاں . ایہ چھو اکھ یا پاریا آسان . دھرم  
گیت . متسی چھہ آسان کو ریہ ہن اکھ . آس اوس دیو سمننا ناؤ .  
سوئی آس شھا حسین تہ اسیل . دھن و ت گوزہ مہ کا ڈھیرہ حی  
نوشہ ہن . تہ کرے کڈیہ ہندس مالس کو ریہ مانگے . مگر دھرم گیتن کورس  
نہ کالہ ہپار دھچھہ کو ریہ گہ سین . تھس آؤ تھو کپند . تونپہ یکہ نہ دھرم  
گیتن یہ رشتہ مون . کور و رشتہ تہ دواہ گہ سینس سیٹ تھو ریہ .  
نامر پتی و اتھتھ کھ تھو فاندہ .

کینہ کالاجور دھن و ت گور تھتھ . لہذا پور گہ سینس سوروی

کارخانہ پانس پیچہ . دو ماچھو . بنان تھس پورناہ یا پارس گزہن  
دیو سمنناہ گوراکھ رنگہ بیکہ رنگ . تہ کیا زہ یہ اوس تھنوپہ مدلی  
ھندو کوٹیک ساعت . تھس گویستی یہ دہر زہ کماہ گزہ تھتھ گوزہ  
نہ گہ سینس بیہ کا کھ بھر مارون . پٹین کن و نای تہرہ رینس ناہون  
کل . مگر چارہ اوس نہ بیہ کینہ . آخر کیمہ دوشوئے تھک کارسنہ  
اکس مندس منہ . ایہ کور تھو راستش و ت . ایہ منہرہ و تھس  
سو پرتھس منہرہ شواہ نا کھ تہ دوشوئے ہندین اعتن منہرہ تھو تھک  
اکھ اکھ و زل پرتھس . سیتی و تھک . تھو تھتھ دوتھو یا دوتھ . یہ  
کالہ تہ اگردویو منہرہ نیت و جیوہ . بیہ سہند پرتھس ہریہ تی  
ساعتہ . تہ تھو لوزان ہم پرتھس ہیشہ سرتارہ . یہ تھو تی تھو  
منہرہ اویہ . پرتھ پا کھ و چھ تھو پرتھن اعتن کینہ اکھ اکھ پرتھس .  
امرتہ دار و دوزج پرتھس ہن ہتھ گہ سین سفر سس .  
کماہ و اتھتھ یکہ نہ اسندیہ اتھک پرتھس ہریو زہ اکتھ .  
ایہ سپد لکن شھا تجب . یا پاریکٹ تھو تھرہ گیتہ یا و سہ یا ہن  
آرتہ . اودہ یکہ تھو ساری کماہی کور . تھن و ت نیت و کپہ پرتھ  
نہ کتھتھ کا کھ زہ اشنہرہ آسین کیا و سیدہ ناوہ . یہ  
نیت کر تھتھ آہ تہ نامر پتی .

ایہ آس مندس منہرہ اکھ ساوہ یا پاریار و نان . تھس  
آس و نان یوکر کڈہ کا . سو آس فطرتا شھا . بدہر تھو تھو  
یا پاریکٹ گیتہ امتی تہ و پرتھس . اسیدہ چھو یو رینگ یہ مطلب .

راختا گئے پکا ہجائی گئیہ رنگ کٹا کا پٹن اکھ بیڑ یا یا سہیتہ  
 دیو ستمناہ ہند گھرہ - ایہ اس برس پٹیٹ اکھ ہون تیریہ سہیت  
 فیڑ صانی و چیتہ و دفن - دیو ستمناہ و پ - سادھ باسے چیتہ -  
 لندا کو کھ اندر لا - پیرتہ نہکھ کیا کتر حورہ - سادھ باہیہ کرس کوٹہ  
 آہی تہ توتہ ڈرھس - پتر کا لہ پٹیٹہ - اوس بیڑ تیریہ مکھٹک مکھٹک  
 راختا ایہ ہم اکھتوی خواہل مزہ - توے اس ازوان تا وراں پورہ  
 کل چیکہ تہ کوئی نہ نہ - آہ پتر کا کیا چوٹی راسٹس گو مت - مکر تہ  
 وراٹی کھن چوٹی نہ دل لکان چرن - یاد دن و چیتہ چھو - مرہ  
 کیاہ تام گرتہ خان -

دلیو ستمائے قویہ بکریہ ذہ بجیہ کم مرہ واندہ جی۔ سو وڈ حسن۔  
 اکتھا ونبیہ قویہ کوکبیہ تلکفی کاخبر وانا سو وڈن پورہ۔ پکے کمرہ  
 کایہ ہنہ نہ بکے۔ وڈن کام گپیہ سیدہ وڈ حسن۔ پکا ہی  
 سو وڈے شورہ پارانک نہ جی یہ ملکک بسین  
 ساوہ بائے دراکرہ کن نہ دلیو ستمائے پورہ پینین وینین پ

پنجاہ یلہ لکھ باپار کوٹ یوگ کند کاہ ہنری چیلہ مایہ سیت  
آہ نق دیو سمنانہ کو رنس سٹھاہ خاطر شراہا چٹتہ کیڈ سوہ سہش  
گو وکیس ہتو وپس ہون پنجاہ سو غلام دارغہ دیو کھہ نجاست  
کو وپس رنس دارغہ کیڈ نش خار و غتہ تو چھن بین حسب حال ۔

مدعا بدو نمیه پین رخت تهر فای و خنق منور و آه پیر کیمه  
 وایه پیچ سوکله کن - کویت بو فتوی و آه - تیر فتوی و عین - پین زن  
 سنی با پا کین پینس چلس منور - دیو است گیه میو دی را زس نه  
 پینس - بهاراج تو ا نه نا و کن پین ساری پیرا دیو - میو ایس  
 سنی تهر تیر کیمه عرض کن - رازن دیپ تختا استو - پیرا نه دیو  
 محتاج را زس و نه - بهاراج میو چ پین تر و علام کویت -  
 (یا قی صفحہ ۲۰۰)



## وچھ سُن مہیوں چہو لافانی

## کہہ کہ میرا حسن لافانی ہے

کیا کہا؟ تیرے دل میں میری وہ پہلی سی محبت نہ رہی  
میں تو بیری ترگی آنکھوں میں اب بھی وہی مٹی پاتا ہوں  
وہی جیس کچھڑا، وہی شبنم سے ڈھلے ہوئے گلاب ایسے رُخسار  
وہی نازک گلابی بدن، وہی چاند کی طرح چمکتا ہوا مانتھا  
وہی میخا زید ووش بل کھاتی ہوئی کالی زلفیں

وہی تندرہات میں ڈھلے ہوئے تیرے لب، وہی وہی  
وہی موتیوں کی لڑی ایسے دانت وہی صو کے نورانی مسکراہٹ  
وہی گفت پر شیریں کہ طوطیاں شکر شکن بھی دیکھ جائیں  
وہی رفت پر ناز کہ کبک خوش خرام بھی لپک جائیں

پھسریہ تیرے دل کو کس وہم نے آگھیرا ہے  
کیا پروانہ عشق کبھی شمع حسن کا طواف چھوڑتا ہے  
کیا کہوں کہ کتنے دن اور کتنی راتیں میری فنا ہو گئی ہیں  
کتنے بسیا بانوں کی خاک میں نے تیرے لئے چھانی ہے

اے، کہیں تجھے اپنا عرفان اور احساسِ حُسن کم تو نہیں ہوا ہے  
تیرے حُسن کو کسی محسوس کی نظر تو نہیں لگی ہے  
میری روح کو بڑی مشکوں سے سکون حاصل ہوا تھا  
آج تیری یہ بات کہیں اس کو ذیر و زبرد کرے

کہہ کہ تیرا عشق لافانی ہے، ورساری دیا پر آشکار  
کہہ کہ میرا حسن لافانی ہے، زمانے کا اعتبار

کیا دیکھتے؟ مہیا نہ ملو اور نہ تیرے نور و زری سے مائے  
چمکس و چھال بکیر زدن جہاں سے تھوڑی بندرہ خسار  
سوی دلا رام زدن موکھ تیرے کوہ بہتر گلاب  
سوی زدن پویش بدن، ڈیکہ شہوہ دون زدن مہ تار  
کارہ پوچ کالہ زلف بارہ تہلکہ کمرہ شہر آب

قندہ نابہ چینی اردو مٹتے دھٹھ سوی دہن  
سوی اسن زہمیرہ چھوٹن صبیگ تے دند مو خیر مال  
سوی مو ورتشت تار، سوے طوطن شکر کھاؤن کلن  
سوی رسیول رفتار دل کون بر میان، راون خیال

پنچہ اکہ پرمیت زینہ چھووی و ہمہ دلس پنس تیر کیا  
حُسن کس سٹھس بنیا زہنہ عشقہ پونپر ترا وہ گتھ  
کیا دے کا تیاہ مہنہ وہ راوم، گیم راؤ ز فسا  
کا تہن جنگلن بسا بائن فلم یاد زینہ پتھ

وہ نہ تیرا و دوی پنن عرفان، مٹھوی شنگ غرور  
کا لہ مامیانس و ہنس پیچہ تیرا دے کا زہ منظر  
پنچہ کس جانش مہنہ امنت اوک کھ تامت سرور  
تا یا من چاک ماگرہ نا وہم و دمت جگر

وچھ عشق چہیوں چھ لافانی، جہاں سے آشکار  
وچھ سُن مہیوں چھ لافانی، زمانے کا اعتبار





"يس وليک بجز نه چکونه بجایه بیه کینې آیسکه کون فتودمت"  
 گوری وچه میرمن عجیب منظره ده کینه ونه لیکای پیر  
 پوت ترغ تغه نالسن کن و سیر تغه ترغ آیسکی کال پور آیسکی  
 آیت میره توره استدیو منزله کینه فکری ته پوکس برده کنه -  
 پگاه یعنی به بیه پنه نس چواریه پاره سنده کچه پنه  
 برهن بند کچه تیر پنج سکه اوسن کران نه گوری آیه " رشکوت  
 چکله سکه یا ممت " تبه دن بونه پیچي -

"کني نه اتر زن اسن تنگ بیه" میره ولس پچه بیرن  
 وسان وسان

"تره کته ای وایرین نه حیر کچه پنه تره اسی نفیس مکان  
 منزه ولس حال"

"نه مکانه یخه ایم ته تیره ایا و زده کته گزده حفس غولاسه"  
 "کیا سا" تیره ولس دوه بیه کچه

"اکه گزده حیه سه کرایه مکانه اسن ته دویم گزده حیه تیره دو پنه  
 بروغی پنه ولس شروع گزده حن"

"گوری ژول هک اسن تیره تغه ونه نه" "کیا زه"  
 "یه چچه سابه پرم پیا ته ایه بروغی کن پکا دیر پچه انسانه  
 ستر بل کام"

تیره ولس دای پلایه اسن ته بیوایه پاشه و زده حفس تیره زه  
 فتودته کرم پنه ولس تیره

"اد چچه ژیه بده کچه پچه ژره تیلر زانک نه زون مانج  
 زون تریا" سنده اغه اسیر ونه میانین شرهن پیله میدک

تندیس پنه نظر سه و مشایه ده اغه تیره تلین هک فتود  
 "نه ته اسکه نه تیلر پنه" میره ولس وچه کلا و تده

"کیا سنا پنه" تیره ولس اغه پامپه ولس خراس  
 پکپ و نه

"اکه بر ژو تیلر کربک نه ژره رانک پامپه کایه ونه نه  
 اکه بر ژو تیلر کربک نه ژره رانک پامپه کایه ونه نه"

کس گزده حفس جرث — نه اگر کربک نه ژرک په واکم لرس سس قصب  
 نه اسود و پنه و تچه پچه

"نه کیاره قوت تام اوس نه میان نه زنی کانه منتریک نه  
 وین چچه یه ختی میانس ما لکسی یوت"

"چانس ما لکس گزده کاهه چچه"  
 "اده" تیره ولس موصوم پاشه

"اده نه کینې تبه اسن سار پیله وودج (وادی جی)  
 تیره ولس اسکه نه تبه تیلر میله کچه لکته سار و دشتلاک"

یه کچه ولس یه اکچه زه تلا اغه کیا جواب دیر سه — مگر تیره  
 دیوت نه یوایه باا گزده حفس گزده حفس تیره حفس تیره حفس تیره حفس

"لوک چاده تیره حفس تیره حفس تیره حفس تیره حفس تیره حفس  
 نه گور کن مگر اکه نفقه تر او تغه گزده حان — نه مشون —

یخه سوره حفس انسان ما لکس ته چچه گزده حان مگر تیره یاد کرا —  
 خبر کیا زه؟"

"زه اسکه سولل میره زن چچه نه زاننه تیره ولس پیاو نه  
 چچه زاننه ما یوسی گزده حان" تیره ولس نه لولایه پنه کچه کچه

"نه کیاره مالکس چچه سوئی گزده حان یس زاننه خوش  
 تیره اسر — نه آسی نازی و سوخت یاد پیاو پلیر نه

کایه پنه وایه منزه کایه برگ ژوره اغه میانه مشکه پنج  
 دغه پنه اسکه ولس ته امیر پلایه اسن یه چانس نکس

پرس و زجه میل سیت ادم لیکه ان یا پلایه اسن مکانه بناوس  
 اسیه گندان نه اسکه کچه پنه سومبران ته به اوسن کچه

بناوان —  
 "نه نه نه" یه چچه نه کتی سوزان ته نه چیم کینه یاد پیاو

یه کچه پنه کچه "تیره ولس نه لولایه پنه زود ولس" پلیر چهی  
 "اثریه کانه کچه کن لایه"

"اچا نه ژو ولس کیا کچه کرو چا پنه ما لک نه کچه کچه  
 اچا نه ژو ولس کیا کچه کرو چا پنه ما لک نه کچه کچه"

سے مائیکر بٹر کتھ ہنہ؟ — یہ دنتن تمہ چھا دستار س کینہ لائے  
 ہر اوہنت یہ دن ونی امیر کئی تر کیا زہ ماشن اک ہر د کھ نا تھا  
 تہ مکن چھ زہ تھوہ ہر س سائی آسہ تم دستار ک  
 آہ کر نکل تر ہر دنت — تہ آس گنتر من ہن  
 کیاہ دلیلا سیتی سہ تہ نہ ایو نکل گنتر من کن وچھہ تر ایو  
 میریم زہ ہر گنتر ہی تہ نہ گنتر حبیہ تہرس گنتر تھہ پکناون۔  
 کالہ اسکھ تہ تہین (Kala) گنتر تہ پک کر یو ہن تہ  
 نکل سمیت خاندرا اکھتوی چھ میرہ شکھ تہ ماسنہ تم مشیکہ  
 چکل بوت تام اکھتوی منز۔ تہ پتہ آسہ ہن وارہ پاٹھہ تہزہ  
 گنتر تہہ تہ دستار وچھہ تم۔ آفہ منزہ دلیریتہ، نیچہ پاٹھہ  
 تہ نہ پتہ نل س وچھہ دلیران اسی۔"  
 "تھو پتہس منز کیاہ چھہ چون مطلب؟" سوتھہ  
 بدلی ہٹ

"نہنگی چھہ کیاہ، انسان چھہ پل ہم ہتی، مونہن دوہ چھہ  
 پورہ کرن، ادہ لا پچھہ گنتر حینہ صاف اکس بیہ سیدہ کھوتہ  
 چھس جان پاٹھہ دوہ کڈان، اسان تہ گنتران، پچھہ گنتر دینر  
 سہ کس دتھہ صیت یلر کالہہ و تہنتا آسہ تیلہ چھا سہ  
 وائس وچھان"  
 "ہیون پچھوہرہ دوست نہ اوس رات شامن یقی، سپوہ  
 بیچہ وائس حساب وناں بہ بیچہ سس یحت کر تہ مگر تہہ دیت  
 نہ جوابی زہرا آسہ پگاہ کس روزن حساب بوزان، —  
 نجرہ نہنگی کیاہہ وین بیچہ وائس حسابی یا تہہ روزنہ" کتھہ  
 کور تھہ یوٹھس ہٹ نہ تہرو کر او تھہ زہ گوری گنتر تہہ نہ میرہ  
 پچھہ گنتر دھکھہ و تھہ چھنس وکھہ تھہن — مگر تہہ  
 ون نہ کینہ تہ یقی تہ کس پچھوہرہ سہ اوس میرہ عجیب  
 نطرہ وچھان!!

"یہ نہ تھہ ظاہر نہ پچھس منز تہ محس کر کھہ!"  
 "نہ تھہ یوٹھک میرہ کیاہ تام ہرل میرہ کر تہ" تہس ہوٹن  
 تہرو تھہ کھن "میرہ چھہ خنرہہ کیاہ چھکھہ وناں، مگر تہہ اسی  
 نہ خنرہہ میرہ ات واہوہرہ گھرہ کران، تہ پچھہ پاٹھہ میرہ ہم  
 وری کڈ میرہ تر من ایچہ پاٹھہ وائس کڈان اسانہ خاندانہ  
 منزہ چھہ کالہہ کوریس ماجر بیچہ۔ اسیہ کجہ تیزہ کورہ  
 ادہ پچھہ پاٹھہ تن تار لوگ تھہ پاٹھہ لگن پتھہ اکس"  
 "چٹان کن گاتھہ چالو اسی تہ انسان فرق یی بیگ  
 جوہہ تہ لوہ؟" میرہ وائس اسان  
 یہ چھہ پتہرو وناں کتھہ کیاہہ چھکھہ ڈالان "تہ اوس  
 نہ تہ تہ ستر او تھہ حیا مت

امیر پتہ پچھہ میرہ گوری واریاہ چھہ تہ واریاہ چھہ کر  
 آسہ اتھہ پاٹھہ دھونک دھونک کتھہ بکواس تہ واریاہ  
 لہر گنتران کتھہ میرہ تہ، مگر تہہ اسی سہ میرہ دوسرہ سکھان  
 عجیب عجیب کتھہ کران ممولی کتھن بیچہ پڑہ پڑہ اسان ممولی  
 کتھہ بیچہ کھنہ و تھان تہ کینہ ونہ نہ یاری نیران —  
 مگر پتہین تہین دوسرہ ہیکہ آسہ سمیکھتہ تہ کیاہہ بین دوسرہ  
 گونہ رودس اکس برنر س تہ تھہن — تہ تہوہرہ ددہ  
 اوس میرہ واپس کھن — نوون کڈان ہنرہن  
 تہرس!!  
 رود پتہ پتہ اوس ونیہ تہریہ نوون ورامت تہ تہوہرہ پتہ

لہ روزنہ - نڈرانہ ہر پٹواری کساوون سبھو معل کر تہن ہن  
 نہی پٹواری رشوت سمجھتا ہے اور نہ ہی کسان۔



بیٹھ اوس ہلکے ہلکے ہاوتھال ایسوں دوست در او میہ زوخت  
 ہتھ ڈیوٹی تہ بہ فیورس اوس کن۔ مگر اکتہ تر تہ بروختہ اوس  
 بہ گوری زہ جان رخت ایسوں بیہ دتہ لیکہ بیٹھ اولہ یو نظرا  
 مگر سہ گیم نہ گنہ نظرہ، یہ وختی وارہ وارہ میریہ لہٹیکہ بیٹھ  
 اوس کن رود پنبہ موکھ اوس اوس پونہ ہر یامنت، میریہ کوڑ  
 بوٹ اعفس کیختہ تہ بیگس چیرہ چھپتہ کرختہ نورس کھور  
 ٹھیکر او ٹھیکر او اولہ — بوٹ لاگتہ فیورس بہ  
 تہ یوت زہ گوری ماگتہ جیم نظرہ اتام عتو کوکم اتام میہ  
 نشان بیٹھ اکتہ گوری اوس میہ بروختی اوس تر تر  
 مہ کھسکہ ژہ اودہ "؟ تہرون او دیمتس دودہ واسل  
 ویش بیہ کطان  
 " تہ یو جی ویتہ شکھی؟ نمیہ زن بوڈی نہ میا تہ کتہ  
 نہ یو بروختہ کن و نہ نہ۔  
 " وچہ گنہ کن مسکھیہ ایس زن او سکھ ژہ میہ میت  
 وھونک، وھونک کرنی امت، ژہ تہ اسکھ سو چان زہ کس  
 بلا پتہ میہ ایس فیور تہ تہ تر کوٹم امہ پتہ!  
 " اودہ کیا چھکھ ناو چھان دہ لہ لکڑہ سند پاتھ کیا چھس  
 بہ ترال " میہ ویش اسان اسان۔  
 مگر تہ زن بوڈی تہ کتہ تہ تہ بیگس چھپتہ کرختہ یو نہ نہ  
 " ولہ تہ یو بہ بہت تامتہ " !  
 میہ کرتسہ یس چھس کن نظرہ تہ شہ یو ژہ شوہ ژو  
 ویش وچہ رہ میہ گیمہ بیٹھ چھپتہ ڈی  
 " کیا پتہ یہ سکھ اند سکھ اتو تہ پتہ بیگس کن وچھتہ  
 یاد — پتہ پاتھپہ چھ لوکار یاد پتہ انسان نعلین سپدان  
 مگر تہ یاد کران خاص کرختہ بیٹھ لوکار اڈہ چھوٹی گو مت  
 اسس پتہ اسس بہ کالہ لیکن گندان تہ پکارہ رٹ تہ اکتہ  
 کو تام اکتہ چھ پاتھ پتہ زن شکھی کنہ آسے تہ یو میہ دم

سمبول میریہ سوسری او سیامت بیہ، میریہ بیٹھ بیٹھ بناوٹ  
 کوشش کر بہ میں حوالہ آس تہ کرختہ، تم اوس یہ منزل سیٹھ چتہ  
 تر اوڑ۔ تہ یو حق منراوس نہ پتہ تہ انکرہ سہ کر بہ میہ  
 مردا " تم کر میا ناس اکتس چھپتہ تہ وھونک تر اوس قورہ قورہ ہش  
 — " بہ ویش کتہ " تہ یو ان رتھا پتہ تہ اوس اوس  
 مگر سہ اوس حورہ جہ جہانی کا کتہ تہ میہ ویش کتہ ڈالہ موکھ  
 " وچہ چھ اوس کوتاہ پتہ چھ پتہ پتہ کوشش کرختہ تہ چھ نہ  
 انسان بر نہ پتہ تہ چھتہ میکان " مگر تہ ڈول نہ خیال نہ سہ  
 یو بروختہ کن و نہ نہ۔  
 " تو پکارہ اسیمہ نا اوس کھو بناوٹ گندان بر اسہ یو وھونک  
 کر بہ بروختہ تہ ژہ او سکھ کھو بناوان — اڈہ میہ تہا  
 گنہ جان بر گنہ تہ پتہ پاتھ گنہ بناوٹ " تہ یو اکتس  
 دوراست۔  
 " وچہ کس مصیبت چھ یہ نالہ تہ یوت تام نا اکتہ کڈل اسر تہ  
 تام میہ پتہ کا نہ سکھان تہ یو س پتہ اکتہ تر تہ تہ تہ  
 گنہ یو تہ " میریہ کہ چھ کوشش ژہ سہ تہ نابل کا پتہ  
 کتہ مگر امہ ورتہ تہ کوس بہ تاکام  
 " ژہ اسکھ پان زہ کتہ تر چھس بہ گنہ۔ اگر کھو  
 بناوٹ تہ تر گنہ کھو لہوٹن کیا تو تہ " !  
 " دین گوی تہ سنا س تہ چھ پتہ تہ یوت میا تہ تہ تہ  
 ژہ ویش " — میہ تر زن اوس او او ہمیشہ — تہ کر میا ناس  
 اکتس جہ کہ چھ چیرہ چھپتہ تہ تر ناس۔ پور ترختہ قورہ  
 سہ میہ کن اتہ میہ کوڑس اکتہ ژہ ملنا وھتہ مسکا و تہ ورتہ  
 سہ کارہ تہ تہ تہ پتہ پتہ وچھتہ زن دیان اوس پتہ  
 پاتھپہ اگر تہ ناس کڈل آسہ میہ ما او رہے ڈالہ " !  
 گا ہے دم نہ زودہ سند پاتھ دم نہ یوت زون  
 گا ہے بوڈیوم اکتہ ویش پتہ ویش ویش ویش کیا

## مبتیه حال مہ پرژہ

یلہ مہرہ نہ زھنڈ چھے گرایہ زھنڈ  
گلگرایہ بھٹن یلہ روده تر مٹن  
تیلہ نیل گزھن چھے تیلہ دھن

کھیلہ دھن مہنڈ متہ حال مہ پرژہ

یلہ کالہ او بر کھیلہ آسمان  
وڑہ وڑہ یلہ بڑہ لوسہ بستان  
تیلہ آلہ آلہ آتہ نا کھسہ بالن

ہی تھرو فی مہنڈ متہ حال مہ پرژہ

یلہ مایہ مشن زن ژھایہ بنہ  
پیہ لولوی زن ملہ مایہ چھنڈ  
پین آتہ ہر تھ بیه رایہ زھنڈ

مڑہ والیہ مہنڈ متہ حال مہ پرژہ

یلہ سیزرس چاریرہ ناڈ کرن  
یلہ بزرگ موت چکے چاڈ کرن  
زن بلبلنی کیوت پیجرہ کرن

ادہ گلہ فی مہنڈ متہ حال مہ پرژہ

یلہ لوس پیٹ کور شک یارن  
یلہ حنس تامتہ کٹڈ ژارن  
تیلہ بوین مہنڈ چھی گودھارن

کونگہ کوشن مہنڈ متہ حال مہ پرژہ

تم آرن کھولہ دن آہہ یلن  
زن نارس پڑہ دستارہ ولن  
ادہ گرز دوختہ آیس آہہ ولن

مہ سہلاک مہنڈ متہ حال مہ پرژہ

یوسہ حالت کندن لاس چھم  
سوی گر کھ پیٹہ مس کس پیاس چھم  
یا خبراہ زونہ گلاس چھم

ژھنڈ چھن مہنڈ متہ حال مہ پرژہ



## وستہ

انسان سندن جانی دشمن کس اچھو.....  
 واریاہ مجاولہ لوگ - ساری بیٹھ پٹین پٹین لوستارہ و نبتہ -  
 کانہ لوگ سرفن تیراہ پرہہ - کینسی پرہہ سہن تہ پاتن بچہ -  
 ڈاکٹر متیو داوین تہ بیمارین زیت تہ کانگر تراویچہ - تہ  
 غرضیکہ مجلس گرے پر سح -

مامہ میب ادس کو جس منر ججراہ رہتچہ یہ سوروی  
 لوزان - مگر کیا، مجال - زہ سو کیاہ کڈیہ ہے کریتہ تہ آخریلہ  
 ساری کتھ کار کار تھیک - خانہ دارس پیہ چائے یاد - تہ مونہ پٹس  
 وٹن سہوار کھارن - جمہ قہ لیس ایس چایہ جھنر سح ٹیٹھ  
 آمیز - مگر کمیہ بٹھیکہ کرے ہے واپی یادے - بپارس دم  
 ندون بنوس نہ کڈن - یہ کیا زہ بدنام ادس برودی - موہینو  
 دتھ موڈ چائے کھارن - مگر واپس گونہ بودی - خانہ دار سندے  
 نادنا دلائیک تہ یلہ نہ کانہ نیتجاہ دراو - سو نیتجو سح نہ تم  
 ہوت لوشن - بی کران کھیتھ موہیوسنر آواز یچہ کھوڑہ منرہ  
 میش -

”یہ کیا وحض و ننا - چائے حض بڑن تیار گتہ مین  
 بتیہ بیلٹ ججراہ لگنس -“

جمہ قہ لیس کھوت خشم سح - مگر منرات پیوس اندی  
 سترہ پراون بٹھیس کھوتس وٹن - تہ کتھ ڈالنے خطہ و کتھ  
 سو مامہ میب کس -

توہی حض و نوئی نہ - زہ انسان سندن دشمن کس چھو -  
 مامہ مین گور اکیر کتہ - تہ تروون بیہ کتہ - جمہ قہ لیس گینہ  
 بیٹے زیت ہش - تہ عزت بجاونہ خطہ لوگ نہ تیس پٹن  
 سوال بیہ پڑ حض چارے -

مامہ میب تہ اوٹ پد جھن ادی - ملہ اسٹس ناچہ  
 زہ جھس چھو نہ تہ سندے جوابک بلکہ چایہ پیاک ضرورت -  
 خیر بڈگ ادس مامہ میب - لکین ہنرہ خامیہ تہ کھڑدے  
 ادس ٹھیک پاٹھ سٹھان - مظاہرین جھس - تہ جھیر پٹہ  
 پان کڈ بیٹھ و وٹھ سٹو جھس کن -

”میان کن سیا چھو انسان سندن بوڈ دشمن لگرہ غول چھتہ نہ  
 کران - ذاتی تجربہ چھتے وڈان - بیہ جھی ہے گروڈ زکیٹ  
 ژا نمتہ - اگر خالیس منرہ لگرہ و چیان حفسن - تارہ کینڈ  
 چھم وٹھان - کس گھرہ نیرہ بیٹہ نہ لگرہ اندیران کورمت  
 آستہ - نیر کوٹ زین، صندوق، پچن، لیون وٹن، تہ  
 کٹھین تارہ کالج کرین چھ ممولی کھوتہ ممولی لگرہ - سیز خوی -  
 ادے کاہنہ لگرہ بدات تہ اسی - تیس نہ چھنہ طائی.....

لگرہ چھو تہ تہ موزیک بلای زہ مرتبہ تام چھو انسان پتے  
 روزان - کیا باغلط و نمتہ - طاعونہ تہ چھو نا لگرن ہندوی، سوچہ  
 انسان - تیر توہیہ بیہ تہہ یا ممتہ بہتہ - میہ چھو انسان  
 سندن ساردی کھوتہ بوڈ دشمن لگرہ وٹن باسان -“

مامہ صبیحہ یہ سپر بڑھتی تھی سادھی لٹے کر رہے مگر جو  
 اوس ننھی عازن سیرت۔ بچا اس چاہے داویہ اسیس  
 صبیحہ کھینچ مینور وادس کن اوس نظر فداوان نہ کر کھینچ  
 مہیند سہاوار مینچ مامہ صبیحہ دقتس۔  
 "جماد لہا دس کن کھنچے ایچہ وکس۔ کھنچے پندھتھ  
 بوڑان کو نہ چھک۔ دین ہے مینہ وٹن ہوئی۔ زہ لگرن نہر کیا زہ  
 پے مینہ رخ کیر۔ جمد وکس۔

"دینہ جز وکس کن جز چم ترے کن۔"  
 دستہ وکس پچھن دن پوتن مامہ صبیحہ پتیرہ بنہ  
 جتھ گوس نارہ تو نکل ہو۔ کمنہ تیجہ تام وکس۔ تھنہ ہٹہ  
 دوتھ جتھ۔  
 "بوڑ تھاء۔ مینہ ناگزہ صبیحہ نہ دستہ پوتھ کینہ  
 وٹن۔ مینہ ناچھے اتھ بیت رخ کیر۔ وارہ کارے ناواہ چم۔  
 دستہ کھنچہ بوڑ وکس۔"

مامہ صبیحہ ترے جتھ کن ٹیٹھس پچھن پند سانی تعجب  
 عادت نا اوس تینہ جتھ جتھ وچھنک۔ سادھی گبر عفلہ  
 بیتل۔ تہ ترے پتھس کھنچس گبر بالکل ترے پ۔ مگر مامہ صبیحہ تہ کا ترے  
 کاس ہیکہ ہے جتھ تیرہ فرین ذرہ ویتھ۔ اسٹک گڈنگ۔  
 اماہ اوس۔ دماہ ویتھ ڈھن کھنک راہ۔ نہ جتھ کن ویتھ۔  
 "کہو جھا۔ ملاہ گویا۔ بوڑو بوڑا وٹے۔ زہ مینہ  
 کیا زہ چھ لگرن تہ تیرہ کھنک زیادہ نا کئی دستہ نہر کھنچ۔  
 .... دچھو جھا۔ بوڑا اوس بلڈھ وٹے۔ جتھ دوتھ پچل  
 تہا دیہ تہ فرنس کن ما وچھ۔ پندہ وقتہ نا اوس بواہا  
 پوشاک مانہ یوان۔ پلونا اسیم زیادہ کینہ آسان۔

مگر تھہر تھہر اوس تھاوان۔ دلیس تام گڈھیم نہ  
 گین یا فٹ اسین۔ .... مینہ ہوا اوس کبر چاؤہ اکھ  
 باباں کوہا نو مت۔ سر ڈھ اوسم تہ تیشہ تیشہ اوس

لاگان۔ مہولی نا اوس نہ کینہ۔

تو خود رنگ تہاوند نا ویتھ اوسم کو چھینہ یاغ کس  
 سرس لٹہ تیا کر نو مت۔ تارہ بیلہ دند ماوین بیت۔ مینہ تہ  
 پیو باراں کوٹ کڈنگ نہون۔ مگر صند وکس بیلہ کھنک مژدوم اتہ  
 کڈہ نا لگرہ سینر کوک وٹ۔ ایم ٹوڈ لکین اکیس کوٹس دوتھ  
 دا جتھ۔ جتھس پچھن اسٹنس زہ بیڑل کیر میت۔ ....  
 کوڑا اوس سوب۔

کیاہ وٹے جمد جگر وودم۔ دون دین لولہ کھس مینہ  
 سخ حملہ دل۔ نہ چم خبر کھو کیاہ۔ نہ چو کیاہ۔ آخرس ویتھ  
 ساری گو کیاہ۔ مہولی کھنچے۔ رون کرہ نا دیوس۔ امینہ  
 بیت وید مینہ زیادہ پیر۔ دیان جتھس۔ اتھنہ ہے پیر  
 ایم یہ مردود تان کڈہ لیس۔ پورہ مہنٹس روڑ وکس ناگان  
 ناژان نہر نیند یگیم کاین۔ مگر لگرہ اڈہ اتھنہ۔ کر کہ نہر  
 گڈھانی۔ مگر یہ مردود دراؤ نہ میدانس مینہ۔ کسٹس کاٹھ

ناٹہ فلاہ سین پو ناہ مینہ کھنچہ پچھن مشیدان اسیس  
 سٹھو و لگرہ کلن مینہ۔ مگر لگرہ اڈہ اتھنہ۔ بہر حال یہ  
 چھوڑو جتھ قصہ زہ کاڑا ہی پریشانی پتہ لوگ آخرس لگرہ وکس۔  
 مگر بوڑا خرابی۔ .... بے شورس کوٹ تو گسٹن وکس  
 شیرن تیرہ ہے سا۔ دیان نا لکٹن نا مگر دانیس داہ کیر جتھ۔ لگرہ  
 تہ گودنہ۔ مگر کوٹ ماڈو شیرنہ۔ .... روف ووف مون  
 نہ میان دل کینہ۔ تہ پندھیوت مینہ نو کوٹ بنا وکس سنہ  
 کون۔ تہا وکس مینہ تہ مینا وکس باپت اوس نہ وکس۔ تہا  
 اسیس پیار۔ دوسہ کھنک دوسہ تیران۔ تہ اوہ کن مینہ  
 ناڑے اکھ پٹل لکراہ مویل۔ کو چھینہ یاغٹس سٹھس کھنک تہ  
 بیہ کینہ۔ مارہ تہ اسے ڈریہ وینہ۔ تہ پچھن مینہ خواسی تہ خواسی  
 وکس دوسہ کھنک کیر جتھ زنگ ڈرہ۔ تہرت کیر جتھ تہ چھایتہ  
 لگرہ وایہ جھان۔ زہ کو چھینہ یاغٹس شیر سٹھ سو مت پلوا



گڑھ نہ بے دایہ پاٹھ تر کیتھ تران۔ یہ سارے کتھ سور بیتھ  
 دیوت بیٹے نو۔ باران کوٹ حکم کئی دستس بناون۔ اما باندا نہ  
 گورس۔ زہ وستایہ حر گوندہ۔ دیل دی سوون۔ کیا زہ تار کیا  
 چھے سنج لگان۔ وستہ و تھم۔

"کینہہ حر جہر نو۔ نیو تھ کوٹ حر بناوہ بیتھ دن  
 سووئی مشوہ۔"

امیہ پتہ لوگ مینن تہ توئن .....  
 ثریہ ہار او۔ ..... زنگہ تھا و سیوہہ ..... کیرس  
 کوٹو کتھ کھارتہ شاہ ترانہ ..... تہ پورہ اریس گھنٹس  
 و تھا بیٹھ کمنہ پتہ مہلیکوس بوکائی تان تہ کائی تان وستہ سوزیہ  
 کاڑیہ تکتہ نوہ آوار یہ کوچ لاکنگ وعدہ پتہ سیدیوس بو  
 خوش خوش کامیہ پتہ۔

مامہ صیب نہ باران کوٹ چہ کتھ اول مجلس رنگ پو۔ صرف  
 اوس جہہ تھووی اوت یہ ویپ زہ نہ دیان۔ تہ سیتھ دیون تہ  
 اوس پوزوی۔ ادہ استس سہ تھے چایہ جن و نان۔ جمستس  
 روہ نہ اوس اب و تابی۔ تہ شو و تھ خانہ واکس کن۔

"دوہم حر ..... کتھ و تھہ حر گئیہ پوزوی۔ مگر ابیتس  
 مہینوسٹ بے شورس گئیہ تاحر و تہہ تہ چلے تیار۔"

خانہ واکس تہ اوس تیتس کانس مامہ صیب نہ کتھ رس  
 اومت۔ و تھس۔ بے حقا۔ کتھ گرنہ جیو کوڈین ختم۔ چائے  
 ماوانیہ پائے۔"

مامہ جیتس کو جہہ تھوویون مینر و تھن برتہی۔ مگر باران  
 کوٹ کتھ جیووی نہ کن اوس تیتس سوووی موٹھت۔ جیس  
 کن و تھہ۔

"بوزو تھما ..... دین تا چھ نہ زیٹھ دیل کینہہ یوکلے  
 یہ نا ..... کوٹ واکس بو ..... او۔"

کوچ واکس نام۔

"وعدہ پرج آقار نہ آیتہ گئیہ ..... کیا زہ پتہ تھہ  
 پتہ تھہ آیتہ نہ گئیہ کاڑہ آقارہ ..... مگر کوچ روہ کپہ  
 چچی جایہ۔"

توٹنگ پھوچ و ستس یہ تہ گڑھ کیر بیتھ۔ مگر ویٹ روہ  
 سوئی و نان۔ زہ نوہ آقار یہ حر لاگوہ ضرور کوچ۔ آخر ترایو  
 میہ اکھ آقار ویٹ۔ تہ دوئم آقار یہ وریوس بوگمہ پتہ  
 لیکن پتہ لکیتھ و ستس سیت مینن پتہ کھینہ۔ سترک پتہ  
 کیرمس نظارہ۔ دستن کیرم اسونہ پتہ سلاماہ۔ بو و تھس۔  
 "سلام کر سہ پانس۔ یوٹ کٹس مینن پتہ کر۔ وک  
 اڈو تین و اتق۔ مگر چاہہ و تیس جتھ نہ نوہ کوچی اڈان۔"

دستہ آویکی تھو و تھتھ۔ تہ دوئم:

"کئی حر جہو و نان کوچ پتہ تیار۔ یہ کیا حر جہوہ  
 برو تھ کین۔ بیتھ ہے سٹھہ دیہ تیار طایت .....  
 ..... مہو جہا رس شر مندہ اگوس۔ وستن نا  
 اوس پتہ پاٹھ کوچ تیار کورمت۔"

پیرا نہ یوروستی کوٹاہ لاگیتھ بلہ میہ شیش کن نظر  
 ترایو۔ کیا با تھس و چان۔ باران کوٹ جیو نہ نوہ و ستی  
 ناوس لوکائی کوٹہ پو تہاہ جوہ مت۔

"یہ کیا حر و ستا۔ بیتھہ چھا باران کوٹ و نان۔"  
 و ستس دیوت دماہ۔ تہ دماہ و تھہ و تھم نہ

"اٹھہ حر اسوہ کپہ کئی۔ باران کوٹ۔ مہو کس نہ پیر تھہ  
 ادہ چل کٹھ چیس پتہ پتہ۔ ستر جہہ ایت موجود۔"

..... کیاہ و تہ جمہ۔ وستہ سیتھ خوار یخ بوز تھہ و ست  
 اندری۔ مگر سیتی دوئم۔ جہر جہا برا زہ سیزئی زادہ گی ما آسیہ۔

وین کیتس کیتس سیت کرہ جھگرہ۔ وک بلای تہ تھس۔ اصلی  
 اوس نہ میہ باران کوٹ لیکتھی گومت۔ لوکن۔ سیت۔ مہر ہر  
 کر نہ کن کیا۔ پیرم۔ و تھن تھو کوٹ و تھک وعدہ نیو آقار۔

یہیں کائنات کو مہینہ چایہ سدا رہے زوچہ ویران

نفتو شرمیان به یو به آئنده پھیل (پہناندہ)



# عزل

یاؤں چھو بانہر پوٹت جسٹس خمار دیسیئے

نڑی و نتر کوت کالاہ کریم انتظار دیسیئے

غمہ کس سمندیں منتر باڑ چھ آتش پر لالان

باڑ چھو پوٹتہ باغین لالان بہار دیسیئے

شفقک تتر چھو شمس چشمن خمار نجتال

جھیک ہوا بھاس باسان چھو نار دیسیئے

نادان دوستدار و کن قنود نہ ویلہ نارن

بے تاب پوٹتولن دل لالہ زادہ دیسیئے

منزل لین چھے کیا کتھ لیکن یقین حکم

کم و دن چھی برندہ میانی بے اعتبار دیسیئے

چھند کہ لدریم سینہ میوٹوی کم نیرہ تیر تالان

امید نشو تہ بلبلو کو گلشن نثار دیسیئے

مس کھاس بٹتہ اتھن کیجھ ساقی کس چھو تھالان

”سنہ رائہ“ میانیر کم کورہ دل بے قرار دیسیئے

طبیہاہ درد جگر گمر ماہ گوتھ

تہ زخن سینہ کیئن کیوت مرہا گوتھ

اگر و نیہ یم زہ چیز سپدن نہ امکان

میہ نیلہ سر بادس کیوت ہمداہ گوتھ

جوانس گرتھ صیہ ولس منز جوش اسن

تیو قنوی بیجھ مشکہ دار گرتھ صیہ پوٹن اسن

جوانی اکھ شتراباہ مست کرہ و ن

مگر مستیہ اندر گرتھ صیہ ہوش اسن

ساوٹن نہ گایٹج رن (صفحہ ۲۴ سے آگے)

پچھو تہن بیتیہ گوی - مہرانی کر کتھ گرتھ ہم میہ سپورٹن

زادہ و کتھ - مین لوکن منتر ہر گاہ میانی غلام چھی - تہہ ہیکہ

باکھ پرزہ تاؤ کتھ - کلن پلو و کتھ اسٹ تروستوئے باپاکٹ

لکن منتر موجود - دیو ستائہ کر تہن ویتہ تروتن - ہما راج

تم ژور غلام چھی یم - باپاکٹ لگ جیاد و تہ زہ اس چھی

یتہ کی لبکیں - تیو قنوی و تہہ دیو ستارازس کن - ہماراج

پشھوئے چھیوہ - مین ٹلنا و دکلو پٹھ بکو قنود مین ساقی

چھوہ ویکس میون غلام داغ - بختوی تغدیہ و ن پوڈو لائو

باپاکٹین بھین تہہ کتھ لکن - زادہ تہ گوا شجرس - سو و کتھ

تس - آخر کیا معاملہ چھو - دیو ستائہ دیو میہ پتہ سوروی

حال رازس - لوکو پو قنوی پوڈ - تہن بھچھہ اسٹ اسٹ کل کانہ -

باپاکٹین او سزاوندہ تہ دیو ستائہ تہ انعام کتہ - انیر و انیر

دیار - امیہ پتہ ایہ سو پند نس برتھا ہنس سلیت خوش - خوشحال واپس پٹن کتھ -

ما سو - "تس چھہ انا ایڑی گرند - پوند دونی نرنڈنی روی ٹپ  
تہ کہ کہ کون کون لوٹ . . . . . محمد گریہ - قادرہ  
تہ بشیرہ سالی شہر چھہ از خوش - گندان تہ اسان - ووٹہ ملان  
تہ شور لاگان - انا پوند انا ساروی خوتہ چھہ خوش مامہ کوٹہ -  
پانترہ شہر وہر مامہ کوٹہ - سیند مول پیرس دباہ بڑگو تہ ماجہ  
سچارہ ہیوت اندری یوتام تس تہ ریتہ شہر مرہ کڈن وون چھہ  
تس کن نانہ - تس نش چھہ شون لگان - تہ تس نس چھہ وہسان  
تسز خوشی منز چھہ نہ کا نہہ گرلے - بلکہ چھہس ڈری پہان خوشی  
کیارہ تسند مول چھہ گو مت روپیہ دوڑہہ زینہ - سوانیس  
روپیہ صلہ - موچ چھہس گیتہرہ صیتس نش مامہ کلس کستہ کم  
کم چیزہ اینہہ یلہ تم تس کت روپیہ نہ کم کم چیزہ ہتھہ ان - ادہ  
کیاہ مادہ اینہہ قادرہ تہ بشیرہ مزہ - تم کتہ امن تہ شہرہ  
روپیہ تمہ وزہ اینہہ مامہ کلس نش اسن -

ایا پوز نامہ کلہیہ نہ تہہ فریژ دیدہ کس چہرک چہو والہ  
 سوزانہ نہ کاہنہ - سو چہرہ از کھٹس منز اس کو جس تل شہر پشہ و  
 و چہس چہن زہرہ نم گیمت - حلقن کز چہرہ از عید مگر تس چہرہ نہ  
 گھرہ وے - ازے محمد صدیق زندہ آسیہ ہا تیلہ اس ہا عید پوہ  
 رنگ ہا قس تے صی پیچہ اسہن نہ پن امت افکہ کہ عید ہند  
 سز کمران - اہی غن اس سرفریہ دیدہ اوجہ تہ اس شیرہ والہ کز  
 کرمت سو اس دیان امہ نوہ سے عید - یہی ہی امہ نوہ

"عید آید رُس رُس - عید گاہ وسہ دے - عید گاہ وسہ دے" -  
 محلچہ زمانہ آسہ دے گئے گئے ٹوٹ کراں - عید آید رُس رُس -  
 پڑہ کن آید رُس رُس عید - ماہ رمضانک - سوروزہ گزے عید -  
 انیک زون تہ افتاب بھی حسین - دوسس چھو گاش ہر - لیکن چھ  
 چلے تڑ - جوین چھو آب تہ بین چھو شور - دن چھ دیر رائے زہ  
 از چھ عید سو عید یوسہ منگ منگ تہ کا پنچھ کا پنچھ آید تہ بین  
 تہ لیکن - لیکن تہ بین کتر خوشی تہ شادیانہ ہفتہ -

حاش چھوٹے پیٹے آئے مکھ ٹاکیں واہرنہ - سران کر فٹھ لا لگھ  
 نو پلو - نو پوٹ - نہ نوہ لو پوہ وڈ کہ کلن - اکس چھوٹہ کرتہ ٹوٹل  
 سوگو ہمسایں ہند نرنن پن ان ہنہ - بیسیں چھوٹے پوٹس پانیش  
 سوگو یارس ہریش ہینہ - اکس چھوٹہ رنگرٹس چھوک تم ہیرت  
 یاسکل کھارس پیپ - بیسیں چھوٹے ایند اس ڈوہ - تم پھاسو ہراکہ  
 پچیس زیمٹھ دج لرتہ شین گرس تارنہ -

پخته بود مشو و بمن گیاره روزان سیت واسطه همان زمان  
سیت غرض - روزی داری گیسو برین - بمن چو نانده بخت سیت  
غرض نه شوگر نه سبک بر و نه کن و باش شو گیسو و نه نه خیاره  
کن نه جین پیرا به سبک لکن و نه چمنه تر فکره - تم یله  
پنیه پتیه پنیه بلعه منزه عید یانه چمنه کردان نه منزه ناقص  
پتیه تقا و نه چمنه گزوان - بمن چمنه بوکه پهلوان - ایه دونی  
و تم ماچه - ایه دونی بن - پوند و تو تم پو چمنه نه سبک که پوند



کیا زہ دورہ روز داری پی دو ہے۔ اما پوز مامہ کوں اوس خوش۔  
تس کیاہ۔ کا نہہ مرتن پالس تن۔ تس اوس ادارہ کاشش تہ  
نیرہ آس۔ دیان شکستہ واہہ چھو وکھل پھٹان مگر شریا س  
تہ معصم وین ما چھو شکستن واؤ تہ پوشان

مامہ کوں اؤ کئی مکھہ ہیچ تہ دوشن نانہ۔ "اسے زہ فکر ہیکہ  
ویدی۔ یہ ہے اسے سارہ فی بدو نہہ عید کاہ پیٹھ پھیرتھ۔"  
تہ فریژ دیدہ لایکھ بکرس زہ نہہ خلق ہند شریہ وسن اڑ  
مالین سیٹ عید کاہ۔ مگر مامہ کلس کس چھو فریژ دیدہ دوس۔  
سو کھتہ کس دی تس بھیس کئی زون عید کاہ وسن۔ آخر تہ موغہ  
ماگھ کھتہ جابہ۔ کھور بابہ تہ چھو سنہ کھورن۔ دتہ ماسنہ تس  
گینہ پھل پدین۔ وون فی ہس پالس سیٹ مگر بیت کس کس کرہ  
عینہ ہندا انتظام۔ روپے کا نہہ ہے آہہ ہے تیلہ کیاہ غم اوس  
تورہ اؤن آہہ ہے باز پاواہ۔ تہ تو ملہ سیرہ تہ رچہ ہے۔ اما پوز  
تختہ تہ چھس۔ پچارہ بیچھوئی۔ کیاہ کرہ کرہ آسن اوتہ آہہ  
شمبر ممت پھیر کھتہ اذکر دہہ بابت مگر بلہ مشینہ وال تقاضہ  
کورس پیا نیس پولس۔ تم تہ پیس سلو پارسلو تہ کڈتھ تس  
حوالہ کرن۔ وون اوسنہ یو تو یوت۔ تہورتہ سورہ نے وال تہ  
آسن لکان۔ تہن کڈیا رتھ وروی۔ تنگ ماگھہ سیں بڑہ دہہ۔  
حدا صیب ہتون وارہ و تہ آخر تس بسن ہے چھو۔

مملہ پیٹھ وراڈ کٹن ہندہ جلوس ہیو۔ مشرین سیٹ دتھ  
مامہ کوں تہ میشرہ کوچہ ایچہ دوطرفہ پندرہ دوش آس، سو کڈتھ  
ہیتر مشر تو دوشن۔ مان مان آس یہ مرزہ پی پی ہی بدو نہہ  
گزنخان نیرتھ تہ بلہ زٹھ زٹھ ہیچہ آس لوزان تم آس ٹھہران۔  
یتھ کس آس نظر دوان تہ شکر آکھ کھسان ام زٹھ کیا زہ چھہ  
وارہ وارہ نووہ ہندہ پاٹھ لکان۔ تہن آس پدوتی تہ من اوسکھ  
عید کاہ دوشن۔ بدین آکھ کھ زان آمزہ۔ مگر بتی ہی آس  
نیرتھ گزنخان۔ زٹھ پھرہ۔ لوکچہ کرہ تہ بچہ مندورہ ڈیشیو دتھ

مشرین ہند ڈالہ ہل۔ زمانن ہند ہسپتال۔ تیلہ مشین تہ وائ مشین  
ایہ ہیچہ اوان اوس تختہ متعلق آس مشرین کینہ تہ کینہ کھتہ کران۔  
اکھ اوس زمان تیلہ مشین منر چھو زادو زادو تیل وسان تہ  
بیاکھ اوس دیان اتہ چھہ تیلہ نلکہ آسان پو منرہ تیل چھو میران۔  
بشیرہ اوس مویاہ "تیلنگ پھان۔ ہسپتال ڈیٹھ وون مکھہ۔" اتہ  
ماچھہ نرسہ آسان اڈوی مس تھوختھ۔ "قاوون وولس۔"  
"سان کا گنڈ کرہ ہو گرتھ ہم مس ڈٹھتھ۔" ساڈی تہ دوو ہیکھ ہیکھ  
کران آسن۔ برو نہہ پھان کیکھ آؤ زٹھ ہل۔ کرمن وولپ۔ ہیچہ  
ڈاٹھ اوس منر ماچھہ بڑہ بال ہی شریہ پیران۔ "قاوون تہ دوسر  
آس، ووتھک۔" اسہ چھو نا جھاڑ منر شنبان راتھ لوڈ لڑکھ  
اوتہ نا وون تس ماشٹری بن۔ ساجھہ وونہ۔ "مشرین گوہل  
کانین گرس آسان آسان۔ تہ کاندان گوہر نہہ کس پکان۔ پت کس  
ڈٹھ زٹھو کرکھ۔ ہیو لبہ با۔ ٹانگس تل ماگھہ سو۔ یوت برو نہہ  
ما آسو نیران۔ پتہ نا بلو اتھہ کھنہ اما پوز مشرین شنبان چھہ  
برٹین ہنزہ کھتہ ویپان۔

برو نہہ پھان کیکھ ایہ ہیچہ ہیچہ چوک۔ تاوون ناؤ پٹن  
زان کاری۔ "یتھ چھنا پولیس روزان۔ بچان چھوک رات  
رائس پھوان گشت دیون۔ کرن تہ کیاہ سنہ تہ ڈڈرا زن تہ  
لوٹ مچاون۔"

"اولا" ووتھس بشیرہ۔ "رٹھ سہ پیسے نے کرن راتھ۔  
ہتا پیسے ماچھہ تہ وکرہ ناوان مٹم چھہ آسان زوان سیٹ  
رٹھ۔ "تہن دیان۔" "سو لوٹہ کرہ پٹن کام۔" تہ پانہ نہہان  
بیکس مجلس منر کرہ وٹ۔ "جرواد ہوش۔" جاگو بھی جاگو۔ "میون  
مام تہ ماچھہ پیسہ وول۔ ۲۰ روپیہ چھس طلب۔ گھر چھو پرتھ  
ریتہ۔ ۵۰ روپیہ سوزان دھتھ تس کتہ باچھک ایشرہ روپیہ  
انان۔ مگر قادرا یو تھتھا۔ مین کیا باچھو حدا صیب تہ چھہ پھان  
حراک چھک گزنخان حراس۔ پتہ وریہ لوگ مینس مامس



گھر کس نار۔ اودہ میڑ تان ورا لکھ نہ۔ "قادون دیوس۔" اودہ  
کسو گڑھیک۔ خدا صیب چھو غاصبن غضب کدان۔

اتھہ پاٹھ کتھ کران۔ گندان اسان تہ وودہ تان وات  
ام عید کاہ نزدیک ووطن اس وانہ لائ۔ علوائے وانن پیٹھ  
سیر کتھ تہ کھنڈہ گازرہ۔ زحوتہ وانن پیٹھ مٹریہ مکائی تہ تلیتھ  
کرہ۔ تہ یاوہ وانن پیٹھ پان تہ سیرگٹ۔ پر تھ کاہنہ چیز چھو مہیا۔  
وانہ والیں مٹریہ تنمل چھ کولہ پیٹھ عید کاہ تام۔ لوکھ لوکھ۔ اپتہ  
خدا یہ لوکھ کاہنہ چھ۔ مسلمان۔ نو تہ زرکریک کون جامہ  
لاکھ۔ بیہ مسلمان جہاں عید مبارک و نہ امت۔ تہ عید نہ سازه  
ہند تماشہ وچھ نہ۔ بشیرن زریکھ کتھ کتھ بیہ تھو پ کر تھ۔  
دوپہ کتھ۔ "توتہ باجھی اڈا لکھ پان بزم شیدہ نماز کاڈ پان  
خانقاہ۔ نہ تہ کتھ وات تہ ساری۔ بیتے پودہ تراوس روزہ نہ  
جائے۔" ساری لگ وچھ نہ میدان کُن

عید کاہ۔ سو و سیر میدان تہ روزادہ تہ دل کھاؤ۔  
پر سیر گادہ لکھ کاہ۔ ساری چھ یکیا نماز پان۔ ام بدہنہ آیت تم چھ  
بد نہ بین تدلن۔ ہم تہ پڑ پڑ چھی اوان تم چھ پتہ کتھ وون روزان۔  
بٹہ نہ لوکھ۔ امیرہ تغریب اسلامس منز چھنہ اربع نمبر۔ ساری چھ  
ہیوہ۔ ساری چھ یکیا نماز پان۔ یکیا سیرہ ووان۔ تہ یکیا دعا پان۔  
نمازہ ہندایہ نظارہ کوتاہ خوش اون چھو۔ کوتاہ ٹوٹھ چھو۔ بیتہ نہ  
تاج نہ محتاج نہ کتھ کتھ تہیز چھو۔ بیتہ ساری انسان چھ ہونہ  
یکسان۔

نماز پیرا دا۔ لوکھ کتھ اکس سیت دست بوس۔ نالامت  
تہ اکھ اکس وکھ عید مبارک۔ تو پتہ پتھ وادہ وادہ گھرن کُن  
لن۔ مٹائیہ وانن تہ تماشہ وکان وودھ لوٹ۔ لوکھ کتھ ساری  
بیہ تماشہ وانن پیٹھ میڑ وگڑ تہ زانپان۔ رنگداتہ ناٹیان مہلین  
ہمارا زہ۔ بلکہ وادہ چھو کبالہ۔ بولوس۔ ست ٹاس۔ مہتاب سرفروز  
لگ۔ غرض سو چھنہ کاہنہ چیر رئیس نہ اتہ کتن چھو۔ سیر کتھ تہ کھنڈ

گازرہ ہیر تھ کونڈہ سان۔ کچھ تہ باسرخانہ ڈاچہ برنس منز  
سادوی مٹریہ ہتھ تماشہ۔ بشیرن ہیوت گڑ۔ توکھ کتھ  
دنہ وچھ وونوی میون گڑ۔ تھز گرون تھ و تھ۔ اے بٹہ بٹہ۔

قادون ہیوت زانپانہ۔ دوپن بیتہ منز ہس میانہ بینہ  
مٹریہ وادہ ہسبان

محمد شیر پی پن۔ سیٹیاہ وایتھ و تہ کتھ۔ بہ گوس پلسہ  
دول بہ کسہ سی ٹی دایان۔

مامہ کلس اس فریڈ دیدہ وون ڈو مٹری۔ سو اوس کتھ  
چندس منز اتھ تہ اتھ تہ حنان تہ زورہ قتیب کدان۔ بڑ تھ تہ  
لوکھ وودھک۔ تو مہیا چھو چارہ تماشہ کیاہ۔ میڑ و  
چھا کتھ نہ۔ اتھ منز سے و سیر لو پورہ گڑھیک۔  
محمد وودھس۔ "میان پی پن ماچھ میڑ۔"

"ہو۔" ٹیہ کھنڈی باجھ تہ کتھ۔ نیرس کیاہ۔ نہ تہ  
اگرے کتھ ہی ڈرٹ گڑھیس۔ تہ کتھ ہس پی پی۔

محمد گوکم پایہ سیو۔ اپا پوز مامہ کلس اوس اندہ و زہ و زہ  
گڑھان زہ بشیرہ دی ہے مید پٹن گڑھیس کتھ بہ تہ وچھ  
یا مٹھلی دی ہے پی پن بہ تہ وایہ ماسی ٹی اکہ لہ۔

گڑ تہ مادی ہنس۔ تہن تہ اوس نو ووی شوق۔ مامہ  
کول اوس کتھ قتلہ وچھان گڑھیس تہ زانپانس۔ گڑ پی پنہ  
تہ لکھ دا وچہ۔

تماشہ وکان درائے تہ بیٹہ اس علوائے لائ۔ اک ہیوت  
سیر کتھ تہ اک کھنڈہ گازرہ۔ اک بشیر لورہ تہ اک مشیر مکائی۔  
سادوی ہیوت بوکاہ بوکاہ اسس بھرن تہ تراپن۔ مامہ کول  
رودان کُن اچھ پھر پھر وچھان۔ کہ لیشان تہ ووش تراوان اپا پوز  
لورہ ہیو کُن نہ کینہہ ودفہ۔ چندس اسس وونی۔ دیدہ و زہ تہ  
بیہ تہ حنان چندس اچھ وونی اس ات کو مہس منز۔

بشیرن کورس ٹیہ۔ "مامہ کلیا رڈ سیر کتھ۔ میڑ وچھ باجھو



مامہ کل زون ایہ چھو میل اچھے نالہ کران مگر طبع ہن کوٹوس کھ۔ خبر  
کیا نہ پچس نہکے تہ دوران اچھے۔ بشیرن رنج رخصاہ مامہ کلسس  
کتن با دھتہ لزن با شاہ کہ تہہ آسسس تہ تہڑیو واسے تہڑہ پچ۔  
تہ سوگوشت ہیو۔

بشیرن دویس۔ "ادہ بار تھہ وکین کہ پھرہ دے با خدا  
ضرور۔" مامہ کل کوٹوس۔ "ہتا تھو وات۔ منیا چھہ نہ حاجت۔  
میرہ چھنا پنتہ۔" تہ ایہ دھتہ وژن چندس کتن نظرہ۔

قادون وٹس۔ "زی آئے چھیا کہ تہ زیادہ۔ ہن کرنہ و  
ران کہ کھ۔" امن دویس۔ "ادہ با بشیرن کوری ٹھٹھ۔" رخصا  
دے کھتہ گڈر۔ "مامہ کل دیوت پائس تلی تہ وٹس۔" کھتہ  
گڈر کو سا کھتہ چھہ۔ چھیا تہ تہ دہہ کیاہ وٹس مولوی حسین۔ وٹس  
بازر چیز گڈر مہن نہ کھین۔ ایہو سیت چھو دود کران۔

قادراوس چالاک ووتھیس در جواب۔ "ہتا اسہ منہ  
ونہ۔ اندر کس آسکھ دیان رانم اسہ رخصاہ کئی تہ پ کڈہ  
اس پچس پنتہ کوناہ چھک کڈان کجوساہ۔

امن وٹس۔ "بہا چھوہ اکھاہ۔ دیان وولہ ام با  
مولک وٹس کھتہ چھتہ۔ پتہ کیاہ صیمہ تہ کیتڑہا تہ اچھے ناٹہ  
مگر کہ کھیمہ امن برو نہ کہتہ۔"

ٹھٹھائے وٹس تہ دلاسے پتھہ کتن۔ وٹس ایہ بکڑہ وال تہ  
بساط سینے آس کیتڑہ کھار وٹس وٹس پٹھہ چیز کتن تھوہ تہ  
توانہ تہ کتڑہ چھہ چھٹہ تہ پھوکہ نائ۔ مامہ کلسس بہ نظر۔ سوگو

اکس کھارہ وٹس کتن۔ چھٹہ تہ وٹس۔ کتڑہ تہ پھوکہ نور۔ ہتہ  
پھوکہ نور۔ ہتہ ایہ چھاسہ پھوکہ نور۔ "اھو ٹاٹھیا۔"  
"پھوکہ نور۔ نہ ناویدہ کیوت اکھ۔ وٹس پیو نہ وڑہ چھیس

اچھن میونتر وٹس وٹس وٹس۔ یہ سیت وٹس وٹس وٹس۔  
اما پوز خیر کیتڑس دی۔ خیر تہ تہ چھا پڑھنس وٹس کیتڑہ تماشہ  
صیمہ سیت کیاہ ناٹہ چھم ٹھٹھائے کیتڑہ تہ کیاہ نیرہ۔ پیونتاہ

کتڑہ تہ کتہ نہ کیتہ۔ پھوکہ نوروی صیمہ۔ اکھ وائہ کھتس چیز  
یہ بلہ۔ وٹہ وچھہ دپہ وچھہ میون مامہ کل کیوتھہ چھو۔ کوتاہ  
گائے چھو۔ ایہ ما چھو پنتہ۔ یا دکران۔ ادہ سیت میانو یا نو

تماشہ۔ یہ یکہ کیاہ۔ اڈین پتہ اچھے منہ تہ پٹھیک۔ اڈین  
نن بھائے نہ پتہ تہ تہ تھنکھ پٹھتہ۔ میون پھوکہ نور وڑہ  
ات۔ اچھے نیرہ وقت۔ دیدہ یکہ نہ اچھن وڑہ۔ وچھہ ہم کہتہ

کہتہ چھہ ٹھٹھائے کھن وٹس۔ دپہ ہن ہتا مامہ کتہ تہ کیتڑہ رخصاہ۔  
کیتھ تہ مامہ کیاہ پائے کہ کیتھ وڑہ۔ مولوی صیمہ وٹہ کیتہ اہتہ  
لیر کھتہ کھتہ سیت نیر کھتہ گری۔ پنتہ فر صٹیک عادت کتڑہ صٹیک

پکاہ کرن تہ۔ پائے دگ کھتہ تل پت۔ بہ صیمہ پھوکہ نور۔ دیدہ  
کتڑہ چھہ خوش۔ محلہ کین وٹہ وچھہ میون مامہ کل کیوتھہ لایق  
لٹ کالہ چھو۔ تم کیاہ اوٹن مامہ کپوت عیدکاه، سو دی مہ

دعائے خیر۔ امن کس دی۔ زٹھین ہتہ دعائے خیر چھو خدا صیمہ  
جل بوڑان۔ اڑ چھہ مہ ام پتہ تہ وٹس۔ بلہ میان موج تہ با صیمہ ان  
تہ ناٹہ کھتہ پنتہ۔ یہ چھہ سینڈا ٹھٹھ کیتڑہ عقل۔ تیت تماشہ دیکھ۔

نکرہ تاکھہ پچس یارن سیت کیوتھہ سلوک کتڑہ کھ کتن۔  
"یکہ سہ مالیا یو کتن۔" وائہ وال سترہ آوازہ وڑہ نو مامہ کل  
زن تہ پنتہ۔ وٹس۔ "ایہ پھوکہ نور کیتڑس سہ چھو؟" وائہ

وائہ وچھہ امن کاہتہ وڑہ سیت وٹس۔ "کھتہ کیاہ اچھے۔  
ایہ لگی تہ تہ مہ۔" مامہ کل وٹس۔ "کتن چھو یا بارہ کیتہ نہ۔"  
"اھن سہ ٹاٹھیا۔ ادہ چھہ رچھن۔" "ادہ کونہ پھٹک

وانان کتڑہ۔ پنتہ کھتہ۔" "اچھے صیمہ چھو ٹاٹھیا تہ آتہ وٹس  
"تہ آتہ؟" مامہ کل وٹس۔ "وٹس امن دیکھنا۔" کھار وٹس  
نہ تہ مامہ کل گویہوے مایوس تہ میون تہ برو نہ پچن۔ مگر کھارن

کوٹس پوت آو۔ "وٹس ٹاٹھیا۔ نیر۔" مامہ کل کڈ وٹس تہ تھن نور  
اٹھس کھتہ۔ پھر پھر کٹس نظرہ تہ تھو وٹس پھیکس پٹھہ۔ زنتہ وٹس  
لٹھ دی وٹس وٹس پٹھہ۔ پٹھہ کٹا مہ سان گویا وٹس۔



بیتھن دوس۔ " اچھہ کہو کہہ تاپس۔ چار یا ایہ کہتو گئی۔  
 مامر کل کوڈ تارہ سیت زمینس تاساہ نہ دوپ نس۔ " تلا ائن پین  
 گرہ نہ کن۔ اکی دہ بہہ ناکس کیر۔

تادرن کرے ایہ چالاک۔ " ہیو مامر کلیا ایہ تورتہ چھاگندک تماشہ  
 کاہنہ۔ " مگر تم دوپس۔ گوتھہ ناکس۔ چھیکس پیٹھہ تھون تہندوق  
 انگس منز تھون تہ گہ۔ اکھ اکھ تاس اگرے تہندین تماشہ تزاوہ  
 ولایت وانا وودہ سالن۔ تہند تماشہ اگر ساری تہ کیا منتن بیٹھہ  
 توتہ گزہ نہ اچھہ تہ گزہ۔

کرمن اس تہکے داوج صہتر منز۔ دوپ نس " مامر کلیا وولا  
 ادل بدل تہ کرو۔ باخرا چھے پوندس تہکے داوج۔ "

" ہتا بھاریا۔ اکھ تاسہ سیت تہکے ہتھہ تہرہ اچھہ تہکے داوجہ  
 تہکے داوج کیاہ چھم تادان۔ " مہ کہتو تہ۔ "

ساری منز تہ گہ ہے تہکے۔ اپا پوزون اس نہ کالہ منز تہس  
 پونسہ دن دھتہ تم بدل تالہ۔ " مامر کلیا تالہ استہ تہ تاپن تورتہ۔ ہتا  
 تہ رٹ ایہ زانپانہ۔ دھجو۔ کیوتھہ چھو۔ " تہ وارہ وارہ دھجو  
 ساری اسسہ چھو کہ تورتہ ام تہ رٹ ساری تماشہ اکھ اکھ  
 اٹھس کیوتھہ تہرہ ساری ام سندی اس۔ اچھن چھو رس شہارہو  
 زنتہ سارارمان وراس۔

چھو کہ تہار تھو مامر کلیا عزت۔ تادرن دوس پینہ کھندہ  
 گزہ منزہ تہرہ۔ کرمن دوش منز تہرہ مکھلے چل ہتا۔

اسان تہ پھولان۔ شتو تہ چاوہ سان گہیم پکان نہ پھو  
 کھو نش وائ کئی تہکے تھہ تہرہ اندر رام منز تہرہ عید کاہ اس نہ  
 گہمت تم ولایت تہتہ تہ تہتہ تہکے ہاین ہند تماشہ اچھہ منزہ۔  
 اڑین تماشہ تہرہ تہکے تہ اڑین دھتہ ہر منزس منز کلے تھو۔

مامر کل تہ تہرہ گھو۔ فریڈ دیدہ اس بونہی شہرین ہنر  
 کہ کھ کنن گہتر۔ سو دہایہ وڑھہ والنجہ ہتھ۔ مامر کل تہن کو چھہ  
 تہ ڈیکس وائس میوٹھا۔ تام پیس تہس اٹھس کن نفہ تہ

دوس۔

" ایہ کیتو اچھہ چھو کہ تورتہ۔ "

" مے ہے اون مول۔ "

" کیتس۔ "

" دونی۔ "

فریڈ دیدہ دیوت وچس دوگاہ۔ " تہہ کیاہ کوم۔  
 تہہ کھو چور چھک۔ دوپروت۔ تہہ پیٹھہ نہ پھوت کینہ  
 نہ پوتھہ۔ فاکتہ تہ فکرے تہ تورتہ کیاہ اون تے۔ ایہ  
 چھو کہ تورتہ۔

مامر کل وائس کھو کھو۔ " ویدی تہیم ادوسی تے  
 دہ لگان وائس پیوہ وڑہ تہ تاس اوان چھو کہ ووان ووان  
 تی ہے ام ایہ تورتہ تہ تہیم وائی اسائش۔ "

فریڈ دیدہ ایہ ہرزن جہرہ۔ تہس وڑھہ اش واد۔  
 سوچن " مامر کل میائس کوتاہ طہ اہسہ گت تماشہ تہ  
 تھائے صہس اپا پوز اس کہہ اویتھہ تہس تہ تاب زہ میانہ  
 باپت ائن چھو کہ تورتہ۔ " فریڈ دیدہ گہ اشش منز غرق۔  
 تہ زن موڑے ایہ پیٹھہ شہ ویش کورہ ہن ہش۔ ہر تہہ  
 کہنہ باسیوس شہیم وہر مامر کل۔ عقلمندہ تہ سمجھدہ۔

تہرہ روٹ مامر کل تالہ متہ تہ تہس کر کھ تہرہ۔  
 " تہسیا بلاہ مینہ تہچہ مامر کلیا۔ "

مامر کل۔ اوس فریڈ دیدہ ہندین بڑہ والن کن تہ  
 کھو تھہ وچان۔ تہہ مشہہ گومت۔ رومٹ ہیو۔  
 تہیر کن اسہ تھو زان زوت کران۔  
 عید آہ رسہ رسہ۔ !!!

چیتھہ